تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا

اے بے خبر بہ خدمتِ فرقاں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

دسمبر ۱۹۶۴ء

مُدیر مسئول
ابو العطاء جالندھری

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰهَا

نیا سال اور نئے عزائم

جنوری ۱۹۶۵ء کے شمارہ سے **الفرقان اپنے پندرھویں سال** میں داخل ہو رہا ہے۔ الفرقان ایک دینی **تبلیغی** مجلہ ہے جس کا **نصب العین** اسلام کی برتری، قرآن مجید کی حقانیت اور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کا **اعلان** کرنا ہے۔ باطل مذاہب عیسائیت، بہائیت، ہندوازم وغیرہ کے اعتراضات کی **تردید** کرتا ہے۔ علماء کے ان غلط حواشی کی **تصحیح** کرتا ہے جو انہوں نے قرآن مجید اور اسلامی عقاید پر چڑھا رکھے ہیں۔ قارئین کی دینی تربیت کے لئے مفید مواد کی اشاعت بھی **الفرقان** کے پروگرام میں شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے **الفرقان** اپنے نئے سال میں نئے عزائم کے ساتھ داخل ہو رہا ہے۔ اسکے حجم میں بھی چند صفحات کا اضافہ ہوگا۔ اور مضامین کی تدوین و ترتیب کے لئے بھی زیادہ توجہ صرف ہوگی، انشاء اللہ۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ وہ اپنے رسالہ کی خریداری اور توسیع اشاعت کا خود ہی خاص اہتمام فرمائیں۔ ہمارے دوست ایک ایک مزید خریدار مہیا فرماویں۔ رسالہ **الفرقان** ان تمام احباب کا شکر گذار ہے جو اس سلسلہ میں بھرپور تعاون فرماتے رہے ہیں۔

رسالہ کا سالانہ چندہ چھ ۶ روپے ہے جو پیشگی وصول ہونا ضروری ہے۔ اس سال کے شروع سے یہ اہتمام کیا جا رہا ہے کہ کسی خریدار کے ذمہ بقایا نہ ہو۔ اس بارے میں احباب کے تعاون کی بہت ضرورت ہے۔

دس سالہ خریداری یعنی خاص معاونین کی تحریک **دسمبر ۱۹۷۰ء** تک ہے۔ ان معاونین کے اسماء باقاعدہ دعا کے لئے شائع ہوتے رہیں گے۔ جو دوست **اب چھ سال** کا چندہ پیشگی چھتیس ۳۶ روپے ادا فرماویں گے، ان کا نام بھی اس **فہرست کے** حصہ دوم میں درج ہوتا رہیگا۔ اس طرف بھی توجہ فرماویں۔ اور دوستوں کو بھی تحریک فرماویں۔

ہمارے قلمی معاونین خاص شکریہ کے مستحق ہیں ان کے ہر مضمون پر دل سے دعا نکلتی ہے۔ میں بھی ان کے لئے دعا کرتا ہوں احباب بھی دعا فرمائیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اہل قلم احباب سے مزید اعانت کے لئے درخواست ہے۔

الفرقان تبلیغی زاویۂ نگاہ سے بعض ایسے طالبانِ حق کے نام بھی جاری کیا جاتا ہے جو قیمت ادا نہیں کر سکتے۔ **مفت اشاعت فنڈ** قائم ہے۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ **ثواب** کی خاطر اپنی طرف سے رقم بھجوا کر غیر احمدی اور غیر مسلموں کے نام بھی **الفرقان** جاری کروائیں۔ سیّدی حضرت میرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے تحریک فرمائی تھی کہ:-

"مخیر اور مستطیع احمدی اصحاب کو یہ رسالہ نہ صرف زیادہ سے زیادہ تعداد میں خریدنا چاہیئے بلکہ اپنی طرف سے نیک دل اور سچائی کی تڑپ رکھنے والے غیر احمدی اور غیر مسلم اصحاب کے نام بھی جاری کرانا چاہیئے۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں خلوص اور پوری ہمت سے خدمتِ دین کی توفیق بخشے اور قبول فرمائے آمین۔

خاکسار خادم

ابو العطاء جالندھری

۷- دسمبر ۱۹۶۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یاایھا الذین اٰمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا

تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی مجلہ

ماہنامہ الفرقان ربوہ

دسمبر سنہ ۱۹۶۴ء ــــ شعبان سنہ ۱۳۸۴ھ

ایڈیٹر

ابوالعطاء جالندھری

سالانہ بدل اشتراک

پاکستان و بھارت	چھ روپے
دیگر ممالک	تیرہ شلنگ
فی پرچہ	دس آنے صرف

بدل اشتراک بنام مینیجر الفرقان پیشگی آنا چاہیئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد ۱۴
شمارہ ۱۲

الفرقان ربوہ
دسمبر ۱۹۶۴ء

شعبان ۱۳۸۴ ہجری قمری
فتح ۱۳۴۳ ہجری شمسی

الفہرست

سُرخ نشان

اس دائرہ میں اگر سُرخ نشان ہے، تو اس کے معنے یہ ہیں کہ آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ براہ کرم جلد آئندہ چندہ بھجوا کر ممنون فرماویں۔ اگر خدا نخواستہ خریداری جاری نہ رکھ سکیں، تو ایک کارڈ کے ذریعہ اطلاع فرمادیں۔ اگر ۹ جنوری ۱۹۶۵ء تک چندہ وصول نہ ہوا۔ تو دسویں جنوری کو وی پی ہو گا۔ جسے آپ ضرور وصول فرمائیں گے۔

مینجر الفرقان ربوہ

معراجِ نبوی کی حقیقت

معراج خاتمیّتِ محمدیّہ کی تمثیلی تعبیر ہے!

سورہ بنی اسرائیل کی پہلی آیت میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى الَّذِيْ بَارَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيَاتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔ کہ پاک ہے وہ اللہ جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا۔ جس کے ماحول کو ہم نے برکت دی ہے تاہم اپنے اس بندے کو اپنے نشانات دکھائیں، اللہ تعالیٰ سننے والا اور دیکھنے والا ہے"۔

اس آیت کو آیت اسراء یا آیت معراج قرار دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس آیت میں آسمانوں پر جانے کا ذکر موجود نہیں ہے۔ اس آیت میں تو اسراء یا سفرِ شب کا آغاز مسجد حرام سے مذکور ہے اور اس کی انتہاء یا انجام مسجد اقصیٰ پر ہو جاتا ہے۔ اس کے رُو سے آسمانوں پر جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس مشکل کے حل کے لئے کہا گیا ہے کہ قرآن مجید سے تو اسراء مسجد اقصیٰ تک ہی ثابت ہے مگر روایات سے آسمانوں پر جانے کا بھی پتہ لگتا ہے اس لئے مسجد اقصیٰ کے بعد آسمانوں پر جانے کو بھی تسلیم کرنا چاہیئے۔

مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ سورہ بنی اسرائیل کی آیت وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ (ع ۶) میں اسراء یا معراج کا ہی ذکر ہے۔ اس آیت نے اسراء کو رؤیا قرار دیا ہے اور اسے لوگوں کیلئے آزمائش ٹھہرایا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ رؤیا کس طرح لوگوں کے ابتلاء کا ذریعہ ہے؟ یہ تو رات کا ایک واقعہ ہے۔ لوگوں کے سامنے کی بات نہیں۔ یہ بھی مذکور نہیں کہ اس حادثہ کے ظہور سے قبل لوگوں کو انتباہ کر دیا گیا تھا۔ اور وہ اس کی طرف متوجہ تھے۔ پھر یہ بھی قابلِ غور بات ہے کہ اس رؤیا میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک لے جانے میں کیا حکمت تھی؟

اس آزمائش اور حکمت کے مسئلہ کو حل کرنے سے پہلے یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ یہ اسراء یا معراج کس کیفیت میں ہؤا ہے؟ آیا اسی مادی جسم کے ساتھ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک پہنچایا گیا اور پھر وہاں سے آسمانوں کی سیر کرائی گئی یا یہ سب ماجرا کسی غیر مادی وجود کے ساتھ ہؤا تھا؟ بعض لوگوں کا رجحان اس طرف ہے کہ چونکہ لیل (رات) کا لفظ موجود ہے اور رؤیا کا لفظ بھی وارد ہؤا ہے، اس لئے اسے خواب کا واقعہ

قرار دیا جائے مگر بہت بڑی اکثریت اسے بیداری کا
واقعہ سمجھتی ہے۔ اس مسئلہ میں عہدِ صحابہ سے اختلاف
چلا آیا ہے۔ ایک گروہ اسے خاکی مادی جسم کی سیر قرار
دیتا ہے اور دوسرا گروہ اسے خواب کا ایک واقعہ
بتلاتا ہے۔ محققین اور اہلِ روحانیت کی جماعت کا
مذہب یہ رہا ہے کہ یہ واقعہ تو بیداری کا ہے مگر ہے
روحانی رنگ میں۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
اور دوسرے بعض بزرگوں کا اس بارے میں یہی مذہب تھا۔
"اِنَّمَا کَانَ الْاِسْرَاءُ بِرُوْحِہٖ وَلَمْ یُفْقَدْ بَدَنُہٗ"
کہ اسراء روح کے ساتھ ہوا تھا۔ آپ کا جسم
نظروں سے اوجھل نہ ہوا تھا۔ حضرت امام ابن القیم نے
تحریر کیا ہے کہ ان بزرگوں کی یہ مراد ہرگز نہیں کہ معراج و
اسراء محض ایک خواب تھا۔ بلکہ ان کا مدعا یہ ہے، کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح سے سچ مچ یہ واقعات
پیش آئے تھے کوئی خیالی بات نہ تھی۔ تفصیل کے لئے
زاد المعاد جلد اوّل ص۳۰۲ مطبوعہ مطبع نظامی کانپور
ملاحظہ فرمایا جائے۔

شیخ الازہر علامہ محمود شلتوت مفتی الدیار المصریۃ
نے بھی شارحینِ حدیث کی اسی جماعت کی تائید کی ہے
جو کہتے ہیں کہ واقعہ "کَانَ رُوْحِیًّا لَا جِسْمَانِیًّا"
تھا۔ یعنی روح کے ساتھ ہوا ہے جسمانی طور پر
نہیں ہوا۔ (دیکھو کتاب الفتاویٰ مطبوعہ مطبعۃ
الازہر ص۵۲)

بخاری شریف میں سارے واقعہ اور آسمانوں کی
سیر کے بعد مرقوم ہے۔ فَاسْتَیْقَظَ وَھُوَ فِی
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (بخاری باب کلم اللہ موسٰی تکلیماً جلد ۴) کہ
پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاگ پڑے اور آپ مسجد الحرام
میں تھے۔ معلوم ہوا کہ معراج مادی جسم کے ساتھ نہیں تھا۔
آیات و احادیث کی تطبیق کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بارے
میں حقیقت وہی ہے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام
نے بیان فرمائی ہے آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"سیرِ معراج اس جسمِ کثیف کے ساتھ نہیں
تھا بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا،
جس کو درحقیقت بیداری کہنا چاہیئے۔
ایسے کشف کی حالت میں انسان ایک
نوری جسم کے ساتھ حسبِ استعداد
نفسِ ناطقہ اپنے کے آسمان کی سیر
کر سکتا ہے۔ پس چونکہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے نفسِ ناطقہ کی اعلیٰ درجہ کی
استعداد تھی اور انتہائی نقطہ تک پہنچی
ہوئی تھی اس لئے وہ اپنی معراجی سیر
میں معمورۂ عالم کے انتہائی نقطہ تک جو
عرشِ عظیم سے تعبیر کیا جاتا ہے پہنچ گئے۔
سو درحقیقت یہ سیر کشفی تھا۔ جو
بیداری سے اشد درجہ پر مشابہ ہے،
بلکہ ایک قسم کی بیداری ہی ہے۔ میں اسکا
نام خواب ہرگز نہیں رکھتا اور
نہ کشف کے ادنیٰ درجوں میں سے اسکو
سمجھتا ہوں بلکہ یہ کشف کا بزرگترین
مقام ہے جو درحقیقت بیداری سے

یہ حالت زیادہ اصفیٰ اور اجلیٰ ہوتی ہے
اور اس قسم کے کشفوں میں مؤلف خود
صاحبِ تجربہ ہے۔"
(ازالہ اوہام طبع پنجم ص۲۲ حاشیہ)

پس صحیح بات یہی ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج عالم **بیداری** میں **نوری جسم** کے ساتھ ہوا تھا۔ عام آدمی کے لئے اس امر کا سمجھنا ذرا دشوار ہے مگر بحرِ روحانی کے شناور اس بارے میں صحیح معلومات دے سکتے ہیں۔ اسی نوری جسم کے ساتھ بیداری میں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک سیر کی۔ اور پھر آپ کی رُوح اسی نورانی وجود کے ساتھ آسمانوں پر گئی اور انبیاء سے ملاقات ہوئی۔ بارگاہِ ربّ العزت میں خاص باریابی حاصل ہوئی۔

آئیے اب دیکھیں کہ ایسا کرنے میں حکمت کیا تھی؟ یاد رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آنیوالے نبی **قومی نبی** ہوتے تھے وہ اپنی اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے۔ مگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عالمگیر تھی۔ آپ ساری نسل انسانی کیلئے رسول تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے پے درپے نبی آتے رہے تھے۔ اسرائیلی انبیاء کا قبلہ بیت المقدس یا المسجد الاقصیٰ تھا۔ اور حضرت اسمٰعیلؑ اور ان کی نسل کا قبلہ کعبۃ اللہ یعنی المسجد الحرام تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے **جامع القبلتین** رسول بنا کر بھیجا اسلئے آپ کو المسجد الحرام سے المسجد الاقصیٰ تک کی سیر کرائی گئی۔

اور سب نبیوں نے عالم مثال میں آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی، گویا آپ کی رسالت کے عالمگیر ہونیکا عملی اقرار کیا۔ آسمانوں پر جانے میں یہ راز تھا تا آپکی علو مرتبت اور شان بلند کا عملی اظہار ہو۔ آسمانوں پر مختلف درجات کے لحاظ سے انبیاء کے مقامات ہیں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم یکے بعد دیگرے تمام انبیاء کے پاس سے **عروج** فرماتے گئے اور ایک کے بعد دوسرے آسمان پر پرواز کرتے گئے گویا آپ نے سب نبیوں کے مقامات حاصل کرلئے اور اُن سے بلند تر ہو گئے۔ آپ نے سب بلندیوں کو عبور کرلیا اور اُن سب سے اُوپر چلے گئے یہی معراج ہے اور یہی خاتمیت محمدیہ ہے۔ گویا معراج تمثیلی طور پر خاتمیت محمدیہ کا اعلان ہے۔

ظاہر ہے کہ معراج کی یہ صورت کفار کیلئے بھی ناگوار تھی۔ یہود اور نصاریٰ پر بھی شاق تھی، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور نبوت کو ماننے کیلئے تیار نہ تھے۔ اور یہاں پر اللہ تعالیٰ آپ کو سب نبیوں سے **افضل**، برتر اور بلند تر قرار دے رہا ہے۔ اور آپ کی خاتمیت کا عملی نقشہ دکھا رہا ہے اس لئے یہ رؤیا سب منکرین کے لئے آزمائش اور **فتنہ** تھی۔ وہ اسے ماننے کیلئے تیار نہ تھے۔ مگر یہ ایک حقیقت تھی۔ اس میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی فضیلت کا اعلان مسجد اقصیٰ زمانی کے لحاظ سے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کا بھی اعلان

تھا۔ جو آج بہت سے مسلمانوں کے لئے بھی ٹھوکر کا موجب بن رہی ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ معراج ایک حقیقت ہے، ایک زندہ تعبیر ہے، اور اسکے اثرات اور بابرکت نتائج رہتی دنیا تک جاری رہیں گے۔

معراج کا نمایاں اور واضح نتیجہ ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ **شریعت** دی گئی جو سب شریعتوں سے بالا و بلند ہے اور ہمیشہ کے لئے محفوظ ہے۔ پھر آپ کو وہ **اُمّت** دی گئی، جسے خداوند تعالیٰ نے **خیر اُمّت** قرار دیا۔ اور اس اُمّت کے افراد کو **علوِ مرتبت** میں جملہ اُمتوں کے افراد سے **برتری** اور **بزرگی** بخشی گئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔ (النساء ع۹) کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس صاحبِ **معراج** رسول کے اطاعت گزار ہیں وہ سب حسب درجات انعام پائیں گے اور سابق میں انعام پانے والے نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ہمرتبہ ہونگے" گویا آپ کے امتی انتہائی انعامات سے بھی سرفراز ہوسکیں گے اور انکے لئے امتی نبوت کے دروازے بھی کھلے ہیں۔

غرض معراج ایک حقیقت ہے کوئی خواب یا افسانہ نہیں۔ معراج ایسی سر بلندی ہے جس پر تمام بلندیوں کا خاتمہ ہے۔ واقعۂ معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت، قرآن مجید کی برتری، اُمّت محمدیہ کے خیر امت ہونے پر کھلی اور واضح علامت ہے۔ پس واقعۂ معراج کی یاد کو دلوں میں تازہ رکھنا ازبس ضروری ہے۔

مدیر "المنبر" کے نام کھلا چیلنج

مولوی عبدالرحیم اشرف مدیر المنبر لائلپور نے دعویٰ کیا ہے کہ:۔

"مرزا غلام احمد نے حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمسری اور آپ پر برتری کا اظہار کیا ہے"

یہ بیان سراسر جھوٹ اور افتراء ہے اور ہمارے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کیلئے اس سے بڑی کوئی گالی نہیں ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ع نے کبھی اپنے آپکو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر نہیں رکھا بلکہ ہمیشہ آپ کی اتباع اور پیروی کے مقام پر کھڑے ہوئے ہیں آپکا سب کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظلّیت اور بروزیت میں ہے ہمسری یا برتری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

چونکہ مدیر المنبر نے اپنے جھوٹے دعویٰ سے مخلوق خدا کو گمراہ کرنے کی کوشش جاری کی ہوئی ہے اس لئے اس بارے میں فیصلہ کرنے کیلئے ہم اُسے چیلنج کرتے ہیں کہ وُہ اس موضوع پر ہم سے تحریری مناظرہ کرلے۔ پانچ پرچے لکھے جائیں گے اور انہیں مشترکہ خرچ پر شائع کیا جائے گا۔ ہم اس بات کا ثبوت پیش کرینگے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خادم اور آپکے ظلّ ہیں آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمسری یا آپ پر برتری کا قطعاً کوئی دعویٰ نہیں ہے۔

کیا مدیر المنبر اس چیلنج کو قبول کرسکتے ہیں ؟

فیصلہ کن تحریری مناظرہ کی دعوت

مسیح کی صلیبی موت ایک بے بنیاد دعویٰ ہے!

اسلام اور عیسائیت میں اختلافات کی **بنیادی جڑ** حضرت مسیحؑ کی صلیبی موت کا عقیدہ ہے۔ شریر یہود کے دعویٰ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ کے سامنے کمزور عیسائیوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور مان لیا کہ مسیحؑ صلیب پر مرگئے ہیں۔ تب یہود نے اعلان کر دیا کہ جو مدعیٔ رسالت صلیب پر مر جائے وہ از رُوئے تورات **لعنتی** ہوتا ہے۔ عیسائیوں نے کہہ دیا کہ ہاں یہ بھی درست ہے فی الواقع مسیح ملعون ہو گئے ہیں۔ مگر وہ ہماری خاطر لعنتی ہوئے ہیں۔ وہ خدا کے بیٹے تھے اور ہمارے گناہوں کے عوض صلیب پہ چڑھ کر لعنتی بنے ہیں۔

اسلام نے اس امر کی بھی تردید فرمائی کہ مسیحؑ صلیب پر مرگئے تھے قرآن مجید نے **بڑی تحدی** سے صلیبی موت کا انکار فرمایا اور یہود و نصاریٰ کو **چیلنج** کیا کہ وہ اس کا کوئی ثبوت پیش کریں اور ساتھ ہی اعلان کر دیا کہ وہ کوئی ثبوت پیش نہ کر سکیں گے۔ پھر اسلام نے اس کی بھی تردید فرمائی کہ مسیح ابن اللہ تھے۔

آج چودہ سو برس ہوتے ہیں کہ عیسائی اس میدان میں ناکام ہیں اور وہ حضرت مسیح کی صلیبی موت کے دعویٰ کو ثابت کرنے سے عاجز ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کا کام **کسرِ صلیب** مقرر فرمایا تھا۔ سو سیّدنا حضرت میرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے اس کام کو دلائل قرآنی کی روشنی میں اس کامیابی سے سرانجام دیا ہے کہ آج مشرق و مغرب کے پادری صاحبان حضرت مسیح کی صلیبی موت کے بارے میں کسی تحقیقی گفتگو کے لئے تیار نہیں۔ ہم نے متعدد مرتبہ اس امر کی دعوت دی ہے کہ کوئی پادری صاحب **صلیبی موت** کے بارے میں **تحریری مناظرہ** کیلئے میدان میں نکلیں مگر صدائے برنخواست کا معاملہ ہے۔

گوجرانوالہ کے ایک پادری صاحب نے کچھ ہاں کی تھی مگر جلد ہی رجعت قہقری اختیار کر لی۔ ہم نے اپنے اس دعویٰ کے اثبات میں کہ حضرت مسیح صلیب پر سے زندہ اُتر آئے تھے، دس دلائل پر مشتمل ایک ٹھوس مضمون بھی شائع کر دیا۔ جو گویا اس تحریری مناظرہ میں ہمارا پہلا پرچہ ہے۔ مگر آج تک کسی پادری صاحب نے جرأت نہیں فرمائی کہ اس موضوع پر تحریری مناظرہ کیلئے میدان میں نکلے۔

سیالکوٹ میں ایک ماسٹر برکت اے خان ہیں، انہیں اپنے مذہب کے لئے جوش تو آتا ہے مگر بے چارے لاچار ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے مضامین اور صلیبی موت کے بارے میں تحدی سے انہیں بہت غصہ ہے۔ ماسٹر صاحب "**احمدیت کا دجل و بطال**" کے غلط عنوان سے اپنے خط میں لکھتے ہیں:۔

"آپ نے الفرقان ماہ جولائی ۱۹۶۴ء صفحہ ۶ پر فیصلہ کن تحریری مناظرہ کی دعوت کا اشتہار

شائع کیا ہے اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ مسیح کی صلیبی
موت کا دعویٰ سراسر باطل ہے۔ اگر مولانا
صاحب موصوف اپنے پیر استاد جناب
مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے باطل
الہام و اوہام کو آج سچا ثابت کرنے کیلئے
تیار ہیں اور فیصلہ کن تحریری مناظرہ کی دعوت
میں روپوشی اختیار نہیں کرینگے تو اپنے دعویٰ
کے مطابق جس کا آپ نے اعلان کر دیا ہے اناجیل
کے دلائل سے اور اناجیل کے لفظ بلفظ حوالہ جات
کی رُو سے اپنے ان باطل دلائل کو خود ہی
سچا ثابت کر کے دکھا دیں تو آپ کا خادم
آپ کا بڑا شکر گزار ہوگا۔"

مکرم ماسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ اس جگہ تلخ کلامی
سے کام نہیں چلے گا۔ آپ تو غالباً تحریری مناظرہ کرنے سے
معذور ہیں جیسا کہ اس خط سے ہی ظاہر ہے۔ اس لئے
بہتر ہوگا کہ آپ اس اہم ترین موضوع پر فیصلہ کن تحریری
مناظرہ کیلئے کسی باقاعدہ پادری صاحب کو تیار کریں۔
یہ موضوع عیسائیت اور اسلام میں فی الواقع فیصلہ کن ہے
اگر یہ ثابت ہو جائے کہ مسیحؑ صلیب پر مر گئے تھے تو اسلام کا
دعویٰ غلط ٹھہرتا ہے۔ اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ مسیحؑ
صلیب پر نہیں مرے تو عیسائیت کی عمارت پیوندِ خاک
ہو جاتی ہے۔

ہم بفضلہ تعالیٰ تیار ہیں کہ اس موضوع پر
عیسائی صاحبان سے فیصلہ کن تحریری مناظرہ کریں تا
لوگوں کو راہِ حق کے پانے میں سہولت ہو۔ میں اس
بات کے لئے بھی تیار ہوں کہ مناظرہ میں دلائل کے
لئے عیسائی مسلّمہ آسمانی صحیفوں کو ہی سند بنایا
جائے۔ ماسٹر صاحب اگر کسی پادری صاحب کو تیار
کر سکیں تو انہیں اس مناظرہ میں ان کے ہر قسم کے
شک اور جملہ سوالات کا جواب بھی مل جائے گا۔
انشاء اللہ۔

میں ایک بار پھر اس دعوت کو دُہراتا ہوں کہ
کوئی پادری صاحب آگے بڑھیں اور مسیح کی صلیبی
موت پر ہم سے تحریری مناظرہ کر لیں۔ یہ مناظرہ
فریقین کے مشترکہ خرچ پر طبع ہو کر اہلِ علم کے لئے
ہدایت کا موجب بن سکتا ہے۔ ہمارا یہ چیلنج
ہے کہ کوئی پادری حضرت مسیحؑ کی صلیبی موت کو
ثابت نہیں کر سکتا۔ واقع یہ ہے کہ حضرت مسیحؑ
صلیب سے زندہ اُترے۔ وہاں اُن کی موت
واقع نہیں ہوئی۔ پس عیسائیت کا عقیدہ ہی باطل
ہے۔ کیا ہماری اس دعوت کو قبول کرنے کیلئے سارے
عیسائیوں میں سے ایک پادری بھی میدان میں نکلے گا؟

تحریکِ دُعا میں شمولیت کی نئی تجویز

معاونین کے لئے تحریکِ دُعا کا یہ سلسلہ دسمبر ۱۹۷۰ء تک
جاری رہیگا انشاء اللہ۔ جو دوست اب انہیں **باقی چھ سال**
کیلئے شامل ہونا چاہیں وُہ مبلغ چھتیس ۳۶ روپے بھجوا کر شامل
ہو سکتے ہیں۔ اسطرح الفرقان کی بھی اعانت ہو جائے گی اور
اُن کیلئے دُعا کی تحریک ہوتی رہے گی۔

خاکسار ایڈیٹر الفرقان ربوہ

شذرات

(۱) قتل کرنے کا غلط فتویٰ

ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی نے ایک فتویٰ شائع کیا ہے جس میں حیات مسیح علیہ السلام کے منکر کے متعلق لکھا ہے کہ

"ایسے شخص سے قرآن و سنت کے دلائل واضح کرنے کے بعد توبہ کا مطالبہ کرنا ضروری ہے۔ اگر وہ توبہ کر کے حق کی طرف رجوع کر لے تو بہتر ورنہ اسے کفر کی حالت میں قتل کر دیا جائے" (تعلیم القرآن نومبر ۱۹۶۴ء صفحہ ۲۱)

یہ فتویٰ سراسر ناجائز اور غلط ہے اس کی اشاعت ملک میں فتنہ و فساد کا موجب بن سکتی ہے حکومت پاکستان کو اس طرف توجہ کرنی چاہیے۔ یوں جب حقیقت یہ ہے کہ قرآن و سنت کے دلائل سے وفات مسیح ثابت ہے تو پھر یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا اور اب تو ہزارہا اہل علم وفاتِ مسیح کے قائل ہو رہے ہیں کیا یہ دقیانوسی علماء ان سب کے قتل کے درپے ہوں گے؟

(۲) یسوع کے مسیح ہونے کا راز کب فاش ہوا؟

مسیحی رسالہ اخوت لاہور لکھتا ہے کہ:-

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یسوع نے اپنی گلیلی خدمت کے دوران میں کبھی مسیح ہونے کا دعویٰ نہ کیا۔ لیکن جب اپنی زمینی زندگی کے آخری ہفتہ میں اس نے ہیکل کو پاک صاف کیا اور علانیہ طور پر یروشلم میں داخل ہوا تب اس نے پُرزور الفاظ میں مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور قوم کو اس کے ماننے کے لئے للکارا۔ اور جب عدالت میں اس کے مقدمہ میں یہ راز فاش ہو گیا تو یسوع نے اقرار کیا کہ وہ مسیح ہے۔"

(اخوت لاہور نومبر ۱۹۶۴ء صفحہ ۵)

گویا حضرت مسیح ناصریؑ نے اپنے مسیح ہونے کو بطور ایک راز چھپائے رکھا اور اگر عدالت میں مجبور نہ ہوتے تو وہ اس کا اقرار برملا نہ کرتے۔ کیا کوئی پادری اس عقدہ کو حل کر سکتا ہے کہ یسوع نے اپنے دعویٰ کے روز اوّل سے مسیح ہونے کا اعلان کیوں نہ کیا؟ کیا وہ ڈرتے تھے یا ان کو خطرہ تھا کہ لوگ ان کو مسیح مان نہ لیں؟ آخر وجہ کیا ہے کہ وہ جس غرض کے لئے آئے تھے اور جو ان کا اصل منصب تھا اسے لوگوں سے چھپاتے رہے؟

(۳) پادریوں کو دجّال تسلیم کر لیا گیا؟

ہفت روزہ اخبار "اخوت" لاہور میں ایک نظم شائع ہوئی ہے جس میں ایک مسیحی ہو جانے والے مسلمان کی زبان سے کہلوایا گیا ہے کہ ؎

"مسلم بڑے کنگال ہیں

اور پادری خوشحال ہیں
تو کیوں کہے دجال ہیں
میرا تو ٹکڑا لگ گیا
میں یوں مسیحی ہو گیا
میں یوں مسیحی ہو گیا

(دعوت لاہور ۲۱ فروری ۶۲ء)

اگر علماء کے نزدیک پادری دجال ہیں تو ماننا چاہیئے کہ مسیح موعود آ چکے ہیں۔

(۴) اوّل الشعراء اور خاتم الشعراء

جناب خواجہ غلام فرید صاحب کے متعلق ایک مولوی صاحب نے لکھا تھا کہ:-

"وہ ملتانی زبان کے اوّل الشعراء اور خاتم الشعراء تھے۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۳ اپریل ۱۹۶۱ء)

کیا بتایا جا سکتا ہے کہ خاتم الشعراء کا مفہوم کیا ہے؟ کیا خواجہ صاحب مرحوم کے بعد ملتانی زبان کا کوئی شاعر نہیں ہے؟ یا یہ مراد ہے کہ وہ بلند ترین پایہ کے لکھنے والے شاعر تھے۔

(۵) صدر مملکت کا واضح اعلان

(الف) صدر محمد ایوب خان نے کل گجرات میں تقریر کرتے ہوئے کہا میرے سیاسی مخالفین نے الزام تراشیوں کا جو سلسلہ شروع کیا ہے ان میں تازہ بہتان یہ ہے کہ میں قادیانی ہو گیا ہوں۔ میں اللہ کے فضل سے صحیح عقیدے کے سُنّی والدین کے گھر پیدا ہوا اور سُنّی ہوں۔ مجھے اسلام سے اور مسلمانوں سے گہری محبت ہے۔

انہوں نے اس بات پر بڑے افسوس کا اظہار کیا کہ مسلمان ایک کتاب کے پیرو ہونے کے باوجود بہتر فرقوں میں بٹ گئے ہیں۔ انہوں نے کہا یہ تفرقہ ہماری بڑی بدقسمتی ہے اور یہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ لیکن جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے۔ یہ کسی ایک فرقے کے لئے وجود میں نہیں آیا۔ اس میں سب فرقوں کا برابر کا حصہ ہے۔ صدر نے مزید کہا میرے قریب رہنے والے لوگ میری اولاد، میرے خاندان کے افراد اور دوست احباب اس بات کی گواہی دیں گے کہ جو کام کا آدمی ہے اس سے میری دوستی ہے اور جو کام کا آدمی نہیں میں اس کی شکل بھی دیکھنا گوارا نہیں کرتا۔"

(روزنامہ مشرق لاہور ۱/۶۴ ۱۹)

(ب) صدر ایوب نے کہا میرے سیاسی مخالفین مجھ پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں اب انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ میں قادیانی بن گیا ہوں۔ یہ بات سراسر غلط ہے میں سُنّی مسلمان ہوں لیکن فرقہ پرستی کا

سخت مخالف ہوں ہم سب کا قرآن اور
رسولؐ ایک ہے اسلام پر یہ کس قدر ظلم ہے
کہ اس میں بہتر فرقے بن گئے ہیں میں تو بھی
فرقہ بندیوں کو پسند نہیں کرتا۔ مجھے ایسے
لوگ بھی پسند نہیں جو فرقہ پرست ہوں میں
صرف اچھے اور نیک لوگوں کو پسند کرتا ہوں۔"
(غازی گجرات ۲۴ اکتوبر ۱۹۶۴ء)

الفرقان:۔ یہ سب سیاسی قلابازیاں ہیں اللہ تعالیٰ ملک کی
حالت پر رحم کرے۔ آمین۔

(۶) بڑی مشکل اور اس کا حل

شیعہ رسالہ معارف اسلام لاہور لکھتا ہے:۔
"سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ وہ صحیح تعلیم
اسلام کہاں سے ملے۔ اسلام میں اتنے فرقے
ہو گئے ہیں کہ اگر کوئی شخص تعلیم اسلام
کی تلاش کرنے نکلے تو ڈر ہے کہ کہیں پہلا
ہی قدم دلدل میں نہ پھنس جائے۔ اب
ہمیں جناب رسول خدا کا کہنا یاد آیا کہ
جس نے صحیح امام زمانہ کی معرفت حاصل
نہیں کی وہ کافر مرا۔"
(معارف اسلام نومبر دسمبر ۱۹۶۴ء ص۱۱)

الفرقان:۔ ٹھیک ہے ان فرقہ بندیوں کے اندھیروں
میں خدائی آواز سے کھڑا ہونے والا امام ہی روشنی کا
مینار ثابت ہو سکتا ہے مگر سوال تو یہ ہے کہ فرقوں کی
دلدل میں پھنسے ہوئے شیعہ و سنی اس آواز پر کہاں کان
دھرتے ہیں امام وقت نے اعلان کر دیا ہے ؎
اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

(۷) آنحضرتؐ نے حیاتِ مسیح کا کبھی بھی ذکر نہیں کیا

فاضل مدیر ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی لکھتے ہیں کہ:۔
"حضور سرورِ کونین صلے اللہ علیہ وسلم
نے جب بھی اس موضوع پر ارشاد فرمایا
نزول مسیح ابن مریم ہی کا ذکر فرمایا۔
کبھی بھی حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام
کا لفظ آپ کی زبانِ مبارک پر
نہیں آیا۔" (نومبر ۱۹۶۴ء ص۱۷)

فرمائیے! آپ نے غور فرمایا کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے کیوں کبھی بھی حیاتِ عیسےٰؑ کا ذکر نہیں فرمایا
اس سے ظاہر ہے کہ عیسے علیہ السلام کی حیات کا مسئلہ
سراسر بعد کی ایجاد ہے۔ باقی رہا نزول ابن مریم کا لفظ
تو یہ تو مسیح موعود کی آمد کی خوشخبری ہے جسے قرآن و
حدیث کی روشنی میں ابن مریم قرار دیا جانے والا تھا
فرمایا وَ اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ کہ وہ تمہارا امام ہو گا۔
اور تم میں سے ہی ہو گا۔ یعنی اُمّتِ محمدیہ کا ایک فرد ہو گا۔

(۸) مودودی صاحب کا تازہ ترین مشورہ

مودودی صاحب نے المنبر لائلپور کے ایڈیٹر
عبدالرحیم صاحب اشرف کو مشورہ دیا ہے کہ
"انہیں قادیانیوں کی مخالفت ترک

کر دینی چاہیئے اور صرف جماعت اسلامی
کی مخالفت کرتے رہنا چاہیئے اسلئے
کہ قادیانی تو صدر ایوب کی ناک کا بال
ٹھہرے ان کی مخالفت کر کے صدر ایوب
سے ملاقاتوں کا کیا فائدہ؟ بہتر یہ
ہے کہ وہ صرف جماعت اسلامی کی
مخالفت کریں"۔ (المنبر ۴ دسمبر ۱۹۶۴ء ص ۱۱)

اس طنزیہ مشورہ کا انداز بڑا غیر شریفانہ محسوس ہوتا ہے۔ مودودی صاحب اور اشرف صاحب کی لڑائی میں جماعت احمدیہ کا کیا دخل ہے؟ صدر محمد ایوب خان سے مودودی صاحب کو جو بغض ہے اس کا اظہار وہ کسی اور بھلے طریق پر بھی کر سکتے تھے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ آپ سب ہی جماعت احمدیہ کی بے شک مخالفت کریں مگر دلائل کے رو سے۔ اور شریفانہ انداز میں مخالفت کریں۔ یہ گالی گلوچ اور اشتعال انگیزی کا طریق ناپسندیدہ ہے۔

(۹) مودودی صاحب کا رویہ اپنے مخالفین سے

روزنامہ "وفاق" کے ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں کہ
"جس گنہگار کے بارے میں یہ علم ہوا کہ
اسے مولانا مودودی کی نئی سیاسی
پالیسی سے اختلاف ہے اس کے خلاف
زبانِ طعن دراز کر لیتے ہیں پوری
بے شرمی کا مظاہرہ کیا گیا اور اسلامی
اخلاق تو کیا انسانی شرافت کے تمام
اصولوں کو بھی پامال کیا گیا"۔ (المنبر ۴ نومبر ۱۹۶۴ء ص ۱۱)

جب مودودی صاحب اور ان کی پارٹی کا رویہ اپنے لوگوں سے یہ ہے تو اس سے اندازہ کر لیں کہ وہ اپنے مخالفین کے لئے کیسی زبان استعمال کرتے ہونگے ع

قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا

(۱۰) مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ قرار دیدیا

مدیر المنبر نے تازہ پرچہ میں ایک نظم شائع کی ہے۔ دو شعر یہ ہیں:۔

" خلقِ خدا سے پیار نہ خالق سے واسطہ
اس درجہ گر گئے ہیں مقامِ بشر سے ہم
ہیں شکل میں نصاریٰ تو کردار میں یہود
کس دل سے پیار کرتے ہیں خیر البشر سے ہم"
(المنبر ۴ دسمبر ۱۹۶۴ء)

(۱۱) مدیر چٹان کی کذب بیانی و اشتعال انگیزی

لاہور میں بنیادی جمہوریتوں کے انتخاب میں ایک احراری مولوی تاج الدین انصاری کے مقابل ایک صاحب رشید اختر ہار گئے۔ انتخابات کا حال سب کو معلوم ہے مگر شورش کاشمیری کی احراریت کی رگ جو پھڑکی تو انہوں نے اس ذراسی بات کو "معرکہ حق و باطل" کا عنوان دے کر بیہودہ شعر لکھ مارے۔ ع

"دا سے قادیاں لاہور میں یوں پارہ پارہ ہے
رشید اختر کو تاج الدین انصاری نے مارا ہے
نبوت کے گھرانے میں پڑی ہے کھلبلی شورش
بشیر الدین کا اک طفل لالہ فام ہارا ہے"۔
(چٹان ۲ نومبر ۱۹۶۴ء)

قارئین انگشت بدنداں رہ جائیں گے جب انہیں معلوم ہوگا کہ رشید اختر کو احمدی قرار دینے میں شورش صاحب نے صریح غلط بیانی سے کام لیا ہے ہم ذیل میں ہفت روزہ لاہور سے خود شورش صاحب کی تحریر کا عکس شائع کرتے ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ:-

ہیں
عت
مسٹر رشید اختر اہل سنت والجما نہیں قادیانی تھے، ان پر جھوٹا الزام عائد کرنا ہے
شورش کاشمیری

کیا مدیر چٹان کو اپنی اس کذب بیانی کے انکشاف پر کچھ احساس ندامت ہوگا؟

(۱۲) اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ کا صحیح مفہوم موت ہی ہے۔

غیر احمدی علماء کیلئے حیات مسیح کا عقیدہ سانپ کے منہ میں چھپکلی کی حیثیت رکھتا ہے نہ وہ اسے ثابت کرسکتے ہیں نہ اسے چھوڑنے کے لئے تیار ہیں۔ اس لئے آیات قرآنیہ کی اُلٹ پلٹ تاویلات کرتے رہتے ہیں۔ اخبار المنبر لائلپور نے "حیات مسیح علیہ السلام کا منکر کافر ہے" کے زیر عنوان کسی علوی صاحب کا فتویٰ شائع کیا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں:-

(الف) "یہ کتنا سراسر باطل ہے کہ آیت (اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ) کا مفہوم یہ ہے کہ پہلے وہ فوت ہوئے پھر موت کی حالت میں اٹھائے گئے۔ یہ مطلب و مفہوم علماء اہل سنت والجماعت کے خلاف ہے اس کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ رفع اور آخری زمانے میں زمین پر نزول کے بعد تجھے وفات دُونگا۔ یا تیری عمر پُوری ہونے پر وفات دونگا"

(ب) "اس آیت فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ میں توفی کا حقیقی معنے میں استعمال ہونے سے کوئی حرج نہیں کیونکہ عیسٰے علیہ السلام کو بھی نزول کے بعد وفات آئیگی"

(المنبر ۳۰ اکتوبر ۱۹۶۴ء)

علوی صاحب نے توفی کے حقیقی معنے موت تسلیم کر لئے ہیں اور دونوں آیتوں میں ان معنوں کو مان لیا ہے مگر چونکہ حیاتِ مسیح ان کے گلے کا ہار بن چکی ہے اس لئے آیات کو خواہ مخواہ آگے پیچھے کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں سمجھ دے۔ آمین۔

(۱۳) مَا صَلَبُوْهُ کا صحیح مفہوم جماعت احمدیہ ہی مانتی ہے

جماعت احمدیہ مانتی ہے کہ حضرت مسیحؑ کو یہود نے صلیب پر لٹکا تو دیا مگر صلیب پر ان کی موت واقع نہیں ہوئی آیت قرآنی مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ کا یہ مفہوم ہے کہ یہود حضرت عیسٰےؑ کو مقتول یا مصلوب نہیں کر سکے۔ یعنی نہ تمام طریق پر قتل کرنے میں کامیاب

ہوئے اور نہ ہی صلیب کے ذریعہ ان کو موت کے گھاٹ اتار سکے۔ ہماری اس تفسیر کے مقابل پر غیر احمدی مولوی کہا کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کو صلیب پر لٹکایا بھی نہیں گیا تھا بلکہ ان کی شکل کسی اور شخص پر ڈال دی گئی تھی جسے صلیب پر چڑھا کر مار دیا گیا تھا۔ علوی صاحب نے جو مذکورہ بالا فتویٰ کے مصنف ہیں لکھا ہے کہ:۔

"یہ بھی بڑا عجیب دعویٰ ہے کہ عیسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سولی دی گئی لیکن انہیں موت نہیں آئی۔ جب وہ بقید حیات رہے تو پھر سولی چہ معنی دارد؟ اس پر عربی زبان میں صَلِبَ کا لفظ نہیں بولا جاتا بلکہ بے فائدہ تعلیق کہا جا سکتا ہے۔" (المنبر ۳۰ اکتوبر ۶۴ء)

علوی صاحب کو المنبر نے حرمین کے "جیّد عالم" ظاہر کیا ہے۔ اب اس کا فرض ہے کہ ان کے اس بیان کو تسلیم کرے اس بیان میں علوی صاحب نے وہی بات کہی ہے جو احمدی کہتے ہیں یعنی مسیح مصلوب نہیں ہوئے ان پر صلیب کا لفظ اطلاق پذیر نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان کی موت واقع نہ ہوئی تھی۔ انہیں تو صرف صلیب پر لٹکایا گیا تھا۔

کیا کوئی پاکستانی اہلِ علم علوی صاحب کے نکتہ سے فائدہ اٹھائے گا؟

"مجلس تحقیق مسیحیّت"

ایک دوست کی تحریک پر "مجلس تردید عیسائیت" کی بجائے مندرجہ بالا نام تجویز کیا گیا ہے ——— ابوالعطاء

دُعاؤں کا اثر

(جناب چوہدری عبدالسلام صاحب اختر ایم۔اے گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ)

دُعاؤں کا اثر بن کر محبّت کا ثمر ہو کر
عزیزو! تم بھی اٹھو سحر ہستی سے گہر ہو کر

زمانہ جن کو سمجھا تھا فقط خاکسترِ محفل
وہ نکلے اس شبِ تاریک میں نورِ سحر ہو کر

الٰہی وہ بگولے دے جو اُٹھے خاک بطحا سے
کبھی لعل و گہر بن کر کبھی شمس و قمر ہو کر

کبھی اس سمت بھی شاید مسافر کوئی آنکلے
کھڑے ہیں رہگذر پہ ہم چراغِ رہگذر ہو کر

جو فرصت ہو تو ان کو بھی پذیرائی عطا فرما
جو تیرے راستے میں کھو گئے گردِ سفر ہو کر

نہیں مایوس اخترؔ بخششِ خلّاقِ عالم سے
ہنر مندی کے پھل ہم مانگتے ہیں بے ہنر ہو کر

شیخ عمری عبیدی مرحوم کا ذکرِ خیر

ذیل میں جناب ڈاکٹر عبد الغنی صاحب کڑک گوجرانوالہ و جناب صوفی محمد رفیع صاحب سکھر کے خطوط درج کئے جاتے ہیں۔ جناب ڈاکٹر صاحب نے خاکسار ایڈیٹر الفرقان کو تحریر فرمایا ہے اور جناب صوفی صاحب کا خط مکرم شیخ مبارک احمد صاحب سابق رئیس التبلیغ افریقہ کے نام ہے — ایڈیٹر

(۱) رسالہ الفرقان ہمیشہ وقت پر پہنچتا ہے اور ہمیشہ اشتیاق سے پڑھتا ہوں اور ہر ایک کالم سطراً اور لفظاً کو پڑھتا ہوں اور اس قدر انہماک سے پڑھتا ہوں کہ بعض اوقات سب کچھ بھول جاتا ہے کل بروز جمعہ الفرقان ماہ نومبر ملا نماز عصر سے فارغ ہوا تھا کہ رسالہ ملا۔ بڑے شوق سے کھولا اور ٹائٹل پیج کے اندرونی طرف تصویر حضرت شیخ عمری عبیدی رحمۃ اللہ علیہ پر نظر پڑی دیکھتے ہی ایک دھچکا سا لگا اور آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے بہت دیر تک اسی میں محو رہا اور ان کی بلندیٔ درجات کیلئے دعا کرتا رہا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس مرد مومن کی روح کو اپنی رحمت اور غفران کی چادر میں لپیٹ لے جس عزت اور وقار کے ساتھ اس کا جنازہ ظاہری دنیاوی عزت اور تکریم کے ساتھ نکلا اللہ تعالیٰ جنت میں بھی اُن کا استقبال اپنے مقرب فرشتوں کے ساتھ کرے میں نے حضرت شیخ صاحب مرحوم کو دیکھا نہ تھا صرف اخبار میں ان کے کارہائے نمایاں پڑھتا رہا تھا۔ ان کی یاد میرے دل و دماغ پر حاوی تھی اور درحقیقت وہ اس قدر و منزلت کے مستحق بھی تھے اس بزرگ ہاں اس جوان سال بزرگ نے دنیا پر ثابت کر دیا کہ افریقن نژاد لوگ رُوحانی اور جسمانی میدان میں ترقی کی منازل طے کرنے کی بہت بڑی قابلیت رکھتے ہیں اور سرزمین افریقہ میں جہاں سونا اور ہیرے پیدا ہوتے ہیں وہاں انسانوں میں درخشندہ گوہر بھی پیدا ہوتے ہیں اور یہ دیکھ کر ایمان تازہ ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت اور قوتِ قدسی اور نفخِ روح سے سعادت حاصل کر کے لوگ زمینی سے آسمانی بن جاتے ہیں صرف قلبِ صافی، خلوصِ نیت تقویٰ کی طہارت، پاکیزگیٔ نفس کی ضرورت ہے جس مٹی میں یہ صلاحیت ہو کہ پرندہ بنا کر اڑائی جا سکے۔ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے نفخ روح سے پرندہ بن سکتی ہے۔

شیخ عمری عبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے افریقہ کی سرزمین کو اپنی نورانی اور روحانی شعاعوں سے چار چاند لگا دیئے۔ اور ثابت کر دیا کہ افریقن دماغ کتنے زرخیز ہیں۔ غلامانِ مسیح موعودؑ نے دنیا کو دکھا دیا کہ کس طرح خاکِ ہند، خاکِ یورپ، خاکِ افریقہ، خاکِ عرب اور دنیا کے تمام علاقوں کی مٹی سے ہزاروں پرندے بنائے جن میں پرواز کی طاقت آ گئی مسیح ناصریؑ کے شاگردوں کو یہ طاقت حاصل نہ تھی اور حضرت مسیح ناصری علیہ السلام خود اس بات کے

شائع ہیں۔ جیسا کہ بائبل سے معلوم ہوتا ہے ادھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

کرامت گرچہ بے نام ونشان است
بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غلاموں شیخ مبارک احمد اور مولانا المکرم ابوالعطاء جالندھری کے نفخ سے افریقی نژاد انسان کتنی بلندی پر پرواز کر گئے شیخ عمری عبیدی ایک شجر طیب تھا جو شیخ مبارک احمد صاحب کے ہاتھ سے افریقہ کی سرزمین میں لگایا گیا۔ اور مولانا ابوالعطاء کی آبیاری سے بلند ہوا اور یہ شجر طیب ثمر لایا۔ اللہ تعالیٰ ایسے ہزاروں ثمر در شجر پیدا فرمادے اور جماعت احمدیہ کو غلبہ فوقیت اور فروغ عطا فرمادے

(عاجز عبدالغنی کرک احمدی گوجرانوالہ)

—— (۳) ——

مرحوم شیخ عمری عبیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زیادہ تر آپ کی زبانی اور کچھ محترم علامہ ابوالعطاء صاحب و دیگر صاحبان کے ذریعہ جو الفضل اور الفرقان میں پڑھنے میں آئے ان کا دل پر ایسا گہرا اثر ہوا کہ اس کو پگھلا کر آنکھوں کے ذریعہ آبشار کی شکل میں بہا دیا۔ اس بلالی شکل وخصلت کے نوجوان نے نہ صرف احمدیت کی تاریخ میں بلکہ اپنے وطن مالوف میں بھی عظیم الشان نام قائم کیا ہے۔

یہ نوجوان اگرچہ سلسلہ احمدیہ میں بڑی دیر کے بعد اور کافی دور سے آیا تھا۔ مگر اس کی رفتار اتنی تیز تھی کہ بہت سے پرانوں پر نہ صرف سبقت لے گیا بلکہ ان کے لئے قابل رشک ثابت ہوا۔

مثل مشہور ہے کہ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات ایسا ہی جب آپ نے ایک دفعہ ربوہ میں مجھے ان مرحوم کی بیکسی کی حالت اور پھر معمولی ملازمت کے ساتھ ان کی جوان ہمتی اور استقلال کا ذکر فرمایا۔ اور پھر احمدیت کے لئے فریفتگی اور دنیاوی ترقی کا ذکر بھی کیا۔ تو سوائے دعا کرنے کے اور کوئی چارہ ہی نہیں بنتا تھا۔

اس عمرؔ سے پہلے ہمیں ایک اور عمرؔ کا صدمہ ابھی بھولا نہیں تھا۔ کہ اس کی موت نے ان کی یاد کو زیادہ تازہ کر دیا وہ عمرؔ ملک عمر علی صاحب رئیس ملتان تھے۔ وہ بھی باوجود ایک نواب ہونے کے احمدیت کی جمالی تعلیم کی تصویر تھے اس دنیا میں ہر ایک آدمی اپنے ذمہ کا کام کر کے چلتا بنتا ہے۔ مگر بعض وجود واقعی بڑے قیمتی ہوتے ہیں اور ان کی وہ قیمت ہی ہوتی ہے جو اس فانی دنیا میں ان کی بقا کا موجب بنتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی جگہ اپنے فضل سے نعم البدل سلسلہ کو عطا فرمائے اور ان کو اپنی رحمت کی چادر کے دامن میں لپیٹ لے۔ آمین ثم آمین۔ والسلام

خاکسار محمد رفیع صوفی

تفہیماتِ ربّانیہ

ربوہ کی یاد میں

یہاں سے اسلام کے مجاہد جہاں میں ہر سمت جا رہے ہیں

(محترم جناب مولوی محمد صدیق صاحب فاضل امرتسری مجاہد سنگاپور)

نہ جانے کیوں آج مجھ کو رہ رہ کے یادِ ربوہ ستا رہی ہے
وہاں پہ بیتے ہوئے دنوں کے حسین فسانے سُنا رہی ہے
سنو! یہ کیسی حسین و دلکش کہیں سے آواز آ رہی ہے
کہ ارضِ ربوہ رسولِ بطحا کے نور سے جگمگا رہی ہے

یہ بستیٔ رہنمائے کامل نشانِ رحمت بشیرِ دیں ہے
جو خاتم الانبیاء کی خاتم کا اک چمکتا ہوا نگیں ہے
یہ ملجاءِ قومِ آخریں ہے یہ ماویٰ حزبِ مومنیں ہے
غلامِ احمد مسیحِ موعود کے غلاموں کی سرزمیں ہے

یہاں سے اسلام کے مجاہد جہاں میں ہر سمت جا رہے ہیں
مراکزِ کفر و شرک میں دینِ حق کا ڈنکا بجا رہے ہیں
کہیں مدارس، کہیں پہ کالج، کہیں مساجد بنا رہے ہیں
خدا کی مخلوق کو علومِ حدیث و قرآں سکھا رہے ہیں

دیارِ ربوہ کے رہنے والو! ہمیں دعاؤں میں یاد رکھنا
جہاں کے دُکھ درد سہنے والو! ہمیں دعاؤں میں یاد رکھنا
یمِ محبّت میں بہنے والو! ہمیں دُعاؤں میں یاد رکھنا
ہمیشہ حق بات کہنے والو! ہمیں دُعاؤں میں یاد رکھنا

ہمیں بھی روحانیت کی اُن جانفزا ہواؤں میں یاد رکھنا
مثیلِ احمدؐ کے شہر کی کیف زا فضاؤں میں یاد رکھنا
دیارِ ہجرت کے زندگی بخش اجتماعوں میں یاد رکھنا
خدائے برتر سے اپنی پُرسوز التجاؤں میں یاد رکھنا

قرونِ وسطیٰ کے یورپ میں اسلام کا تصوّر

(محترم جناب ڈاکٹر خلیل احمد صاحب ناصر (امریکہ))

(۱)

رومی حکومت جس کا جھنڈا کئی صدیوں تک بحیرہ روم کے ارد گرد کے یورپین، افریقن اور ایشیائی ممالک پر لہراتا رہا۔ پانچویں صدی مسیحی میں تیزی کے ساتھ زوال پذیر ہونی شروع ہوئی۔ ایک زمانہ تک اس سلطنت کی پُر امن حکومت کے ماتحت عیسائیت ترقی کرتی رہی۔ اگرچہ عیسائیت کی ابتدائی تاریخ میں اسے مظالم و استبداد کا شکار رہنا پڑا۔ لیکن بعد میں اور بالخصوص قسطنطین کے قبولِ عیسویت کے بعد سے چرچ کی طاقت بڑھنی شروع ہو گئی۔ زوالِ روم کے بعد یعنی اندازاً ۵۰۰ء سے ۱۵۰۰ء تک کی دس صدیاں یورپ کی تاریخ میں قرونِ وسطیٰ کہلاتی ہیں۔ اس ایک ہزار سال میں یورپین ممالک کے تخت و تاج بڑی حد تک کیتھولک چرچ کی مذہبی اور سیاسی طاقت کے مرہونِ منّت تھے۔ اس زوال و انحطاط کے زمانہ میں علم و فن کے وہ مراکز جو حکومتِ روما کے ماتحت کامیابی کے ساتھ قائم تھے۔ قرونِ وسطیٰ میں وہ سب ایک گذری ہوئی کہانی بن کر رہ گئے تھے۔

(۲)

ساتویں صدی مسیحی میں اسلام صحرائے عرب سے اُٹھ کر حیرت انگیز رفتار کے ساتھ پھیلتا چلا گیا۔ جزیرہ نمائے عرب کے قریبی ممالک میں نفوذ کے بعد اگر ایک طرف مسلمان ایران اور ہندوستان وغیرہ کی طرف بڑھے تو دوسری طرف شمالی افریقہ کو عبور کرتے ہوئے سپین تک جا پہنچے۔ آٹھویں صدی سے لے کر یورپ کے مغرب کی طرف اسلام کا پرچم اُندلس میں لہرانا شروع ہو گیا۔ اور گیارھویں صدی سے حکومتِ عثمانیہ کی فوجیں یورپ کے مشرق کی طرف بڑھنی شروع ہوئیں۔ اس وقت تک دوسرے کئی ممالک کے علاوہ شام اور فلسطین اور بازنطینی عیسائی حکومت کے کئی علاقے اسلامی تسلّط کے نیچے آچکے تھے۔ گویا یورپ دونوں طرف سے اسلامی حکومتوں کی طاقت کو محسوس کر رہا تھا۔ اسی فضاء میں یورپ نے پاپائے روم کی ترغیب و تحریص پر صلیبی جنگوں کا آغاز کیا۔ ویسے بھی ذرائع آمد و رفت کی مشکلات اور امن و امان کے فقدان کے باعث یورپ میں علمی مراکز اس دور میں بہت ہی خال خال تھے۔ اور جو تھے وہ بھی رومن چرچ کے زیرِ اثر۔ اس لئے قرونِ وسطیٰ میں اسلام کا تصوّر نہ تو کسی گہری تحقیق اور جستجو کا نتیجہ ہو سکتا تھا نہ ہی تعصب اور تنگ نظری سے پاک۔ اس زمانہ کی

مشکلات کے پیش نظر ایک حد تک غلط فہمی اور غلط بیانی کا امکان تو سمجھ میں آسکتا ہے۔ لیکن اسلام کی جو بھیانک اور قطعی بے بنیاد تصویر چرچ والوں نے کھینچی وہ یقیناً تعجب انگیز ہے۔

—(۳)—

نویں صدی مسیحی میں سپین میں اسلامی حکومت کے قدم اچھی طرح جم چکے تھے۔ اور اسی وقت سے کلیسائی حلقوں میں اسلام کی مخالفت بھی شروع ہو چکی تھی اس زمانہ کا ایک عیسائی مصنف Paul Alvarus (پال الوارس) اسلامی حکومت کے خطرہ کی طرف توجہ دلاتا ہوا کلیسا کو پرانے عہدنامہ کی کتاب دانیال (باب ۷) کے اس اقتباس کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ جہاں دانیال نبی اپنی ایک رؤیا کی تعبیر میں جس میں انہوں نے چار مختلف حیوانوں کو دیکھا تھا۔ فرماتے ہیں کہ یہ چار حیوان چار بادشاہ ہیں جو زمین پر برپا ہوں گے۔ پال الوارس نے لکھا ہے کہ اس رؤیا میں حضرت دانیال کی تعبیر کے مطابق:۔

"چوتھا حیوان دُنیا کی چوتھی سلطنت ہے جو تمام سلطنتوں سے مختلف ہے اور تمام زمین کو نگل جائے گی۔ اور اُسے لتاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کرے گی۔ اور وہ دس سینگ دس بادشاہ ہیں جو اس سلطنت میں برپا ہوں گے اور ان کے بعد ایک اور برپا ہوگا اور وہ پہلوں سے مختلف ہوگا اور زمین بادشاہوں کو زیر کرے گا۔ اور وہ حق تعالیٰ کے خلاف باتیں کرےگا اور حق تعالیٰ کے مقدسوں کو تنگ کرے گا۔ اور مقررہ اوقات و شریعت کو بدلنے کی کوشش کرے گا"

پال الوارس نے دانیال نبی کے الفاظ سے یہ نتیجہ اخذ کیا۔ کہ چار حکومتیں تو (۱) سیرین (۲) ایرانی (۳) یونانی اور (۴) رومن حکومتیں تھیں جن میں سے چوتھی یعنی رومن حکومت پر حملہ کے لئے جو قبائل اُٹھے وہ دس سینگوں کے مشابہ دس سردار تھے۔ جن کے بعد اسلام پیدا ہوا۔ جس نے نہ صرف پہلی تین حکومتوں (یونان، فرانس، اور گاتھ Goths) کو زیر کر لیا بلکہ بقولِ مصنف نیا مذہب قائم کر کے حق تعالیٰ کے خلاف شریعت بدلنے کی کوشش کی ظاہر ہے کہ شروع سے ہی اسلام کے متعلق تاثرات تعصّب اور جہالت پر مبنی تھے۔ اور یہ ابتدائی تصویر متعصّبانہ ہی نہیں بلکہ نہایت مجمل اور دھندلی بھی تھی۔

—(۴)—

بارھویں صدی میں صلیبی جنگوں کی آگ پوری شدّت کے ساتھ بھڑک چکی تھی۔ صلیبی سپاہ اور راہب میدانِ جنگ سے واپس یورپ پہنچنے پر مبالغہ آرائی کے ساتھ اپنی بہادرانہ یلغار، معرکہ آرائی اور فتوحات کی داستانیں، گرجاؤں اور دیہات میں سُناتے جس کے تخیلاتی خد و خال ہر نئے بیان کے وقت رنگین سے رنگین تر ہوتے چلے جاتے اور

چونکہ صلیبی جنگیں دو سو برس سے زائد عرصہ تک جاری رہیں۔ اس لئے اسلام کی جو تصویر مغربی دماغ نے تیار کی اس کے نقوش گہرے ہوتے چلے گئے۔ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر مراقی اور نفسانی مقاصد کے لئے شادیوں کے الزامات سب اسی دور کی پیداوار ہیں۔ یہ خیال بھی کہ پیروانِ محمدؐ بت پرست ہیں۔ جو تیس سے زائد خداؤں کی پرستش کرتے ہیں اسی زمانہ میں پھیلا۔ بارھویں صدی تک دنیا کے متعلق یورپین واقفیت صرف اسلامی حکومت تک محدُود تھی۔ انہیں یہ علم نہ تھا کہ اسلامی حکومت سے مشرق کی طرف بھی کوئی علاقے یا مملکتیں ہیں لیکن جب تیرھویں صدی میں اسلامی علاقوں پر چنگیز خان اور دوسرے تاتاری حملوں کی خبریں رفتہ رفتہ پہنچنی شروع ہوئیں تو یورپ کو احساس ہوا۔ کہ اسلامی مملکت سے پرے بھی کچھ علاقے ہیں ۱۲۲۱ھ میں جو صلیبی فوجیں دریائے نیل کے دہانے پر تھیں ان افواج میں سے ایک پادری Manlague نے جو بشپ آف البانو تھا۔ تاتاری حملے کی خبر پاپائے روم کو بھیجی۔ کہ داؤد بادشاہ نے مشرق کی طرف سے اسلام پر حملہ کر دیا ہے۔ اس نے ایران پر مضبوطی سے قبضہ کر لیا ہے اور اب اس کی فوجیں بغداد سے صرف دس دن کی مسافت پر ہیں۔ اس لئے اب جبکہ مسلمان بادشاہوں کو دونوں طرف صلیب کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ تو ان کی عنقریب شکست یقینی ہے۔ چرچ کے رہنماؤں کو اس وقت اتنا علم بھی نہ تھا کہ تاتاری عیسائی نہیں۔ بغداد کے حملے کے بعد ان کا قبولِ اسلام تو چرچ کے لئے خاص طور پر مایوس کن ثابت ہُوا ہوگا۔

(۵)

ہارٹ فورڈ سیمینری فاؤنڈیشن

(Hartford Seminary Foundation) امریکہ میں عیسویت کی تعلیم کے اہم مراکز میں سے ہے رسالہ "مسلم ورلڈ" جس کے ایڈیٹر ایک زمانہ میں ڈاکٹر زویمر تھے۔ اسی فاؤنڈیشن کے زیرِ انتظام شائع ہوتا ہے۔ چند سال قبل اس کے ایڈیٹر ڈاکٹر ایڈون۔ ای۔ کالورلی (Edwin E. Calverly) تھے۔ آپ نے ایک مضمون "اسلام کے متعلق یورپ میں غلط تصوّرات" کے موضوع پر لکھا تھا۔ جس میں آپ صلیبی زمانہ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

> "صلیبی لیڈروں نے سیاسی اور فوجی مقاصد کے پراپیگنڈا کے لئے مذہبی محرکات کا استعمال کیا۔ جب نئے لشکر تیار کرنے کے لئے پروپیگنڈا کرنا پڑا۔ اور پھر جب صلیبی سپاہ ایشیائے کوچک میں پہنچے تو مسلمانوں کے خلاف بغض وعناد کی آگ بھڑکانے کے لئے کوئی کذب بیانی یا سخت بیانی نہ تھی۔ جو روا نہ رکھی گئی صلیبی صدیاں عیسویت کی تاریخ کی شرمناک ترین اور حد درجہ تباہ کن صدیاں ہیں اس پروپیگنڈے

کے نتیجے میں جو بے اعتمادی اور ذلت
آمیز یاد باقی رہ گئی وہ صلیبی جنگوں
کے بعد پانچ سو سال گذرنے کے
باوجود بھی مٹ نہیں سکی۔"

"جو بے بنیاد اور جھوٹی کہانیاں یورپ
کے عوام کو اس غرض کے لئے صدیوں
تک بتائی گئیں کہ ان سے روپیہ اور
سپاہ حاصل ہو سکیں۔ اور پھر وہ
جھوٹی رپورٹیں جو میدانِ جنگ سے
لوٹنے والوں نے مغربی ممالک میں
پھیلائیں ان سے اسلام کے متعلق
ایسا تاثر قائم ہو گیا جو مغربی تعلیم اب
تک دور نہیں کر سکی۔"

"اس غلط تصویر کے اندازہ کے لئے
اٹلی سے لے کر انگلینڈ تک کا مغربی لٹریچر
بے شمار ایسی مثالیں مہیا کرتا ہے
جن میں اسلامی عقائد اور رواج
کے متعلق، اور (حضرت) محمد (صلی اللہ
علیہ وسلم) کے متعلق بالخصوص غلط
بیانیاں کی گئی ہیں۔ اور آجکل بھی ہمارے
روزانہ اخباروں میں۔ ماہوار رسالوں
میں۔ چرچ کے ہفتہ واری بلیٹنوں میں
حتیٰ کہ پادریوں کی تقاریر میں۔ پھر
ہمارے لٹریچر کے ناولوں اور افسانوں
میں اور حتیٰ کہ ہمارے مدارس کی ٹیکسٹ
کی کتب میں جو باتیں اسلام کے متعلق
متواتر کہی جاتی ہیں ان کے خلاف
مسلمان بجا طور پر شکایت کر سکتے ہیں
مگر یہ سارا ورثہ اس پروپیگنڈا
کا ہے جو صلیبی صدیوں میں یورپ
میں کیا گیا۔"

—(۶)—

زمانہ حال کے ایک مشہور امریکن مصنف مسٹر
جیمز مچنر (James Michener)
نے چند سال قبل اسلام کے متعلق ایک مضمون لکھا
تھا۔ جو پہلے ریڈرز ڈائجسٹ میں اور پھر مصنف کی
اجازت سے رسالہ مسلم سن رائز (امریکہ) میں شائع
ہوا۔ اس میں آپ نے اس امر کو خاص طور پر واضح
کیا کہ دنیا میں کسی اور مذہب کے متعلق اس قدر غلط
فہمی پیدا نہیں کی گئی جتنی کہ اسلام کے متعلق پیدا کی
گئی ہے۔

اس میں کلام نہیں کہ ڈاکٹر کالورلی کے کہنے
کے مطابق اس کی اوّلین ذمہ داری قرونِ وسطیٰ
کے یورپ پر ہے۔ لیکن اب اس تاریکی کو دور کر کے
اسلام کی صحیح اور سچی تصویر کو دنیا کے سامنے لانے کی
ذمہ داری کلیۃً عالمِ اسلام کے سر پر ہے۔ حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے اس عظیم
مہم کا آغاز ہو چکا ہے اور ظلمت کے تاریک پردے آہستہ
آہستہ پھٹتے جا رہے ہیں لیکن آنکھیں اس وقت کو دیکھنے کے
لئے بیتاب ہیں جب اسلام کا سچا اور روشن چہرہ مشرق و مغرب
میں پوری شان سے دنیا کے سامنے نظر آئے گا۔

دیا فضلِ عمر محمود سا پیرِ مغاں تُو نے

(محترم جناب نسیم سیفی صاحب سابق رئیس التبلیغ مغربی افریقہ)

مٹا کر میرے دل سے امتیازِ این و آں تُو نے
عطا کر دی ہے مجھ کو ایک عمرِ جاوداں تُو نے

کرم تیرا! عطا کی تو نے اک آسودگی لیکن
کیا ہستی کو میری کیوں نہ مرہونِ فغاں تُو نے

سُنا ہے وادیٔ سینا میں کچھ شعلے سے بھڑکے تھے
مری آنکھوں سے کیوں رکھے ہیں وہ جلوے نہاں تُو نے

میسّر کاش آسکتا کہیں اک گوشۂ خلوت
مجھے کس واسطے بخشے ہیں یہ کون و مکاں تُو نے

عروجِ کامیابی ہے یہ میری زندگانی کی!
مرے محدود غم کو کر دیا ہے بیکراں تُو نے

بنایا خاک کے ذرّوں کو صد رشکِ مہِ تاباں
ہر اک پستی کو بخشی رفعتِ ہفت آسماں تُو نے

نوازش ہے تری یہ اہلِ ایماں پر نوازش ہے
دیا فضلِ عمر محمود سا پیرِ مغاں تُو نے

نسیم اس تیز گامی پر سبھی کو رشک آتا ہے
رہِ منزل میں چھوڑے ہیں ہزاروں کارواں تُو نے

شانِ صحابۂ کرامؓ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم

(از جناب مولوی عبد الکریم صاحب ۔ پشاور)

طلوعِ آفتابِ رسالتِ محمدیؐ سے پہلے نہ صرف اہلِ عرب، بلکہ ام القریٰ اور اس کے ارد گرد کی تمام اقوامِ عالم کی حالت، کیا بلحاظ اخلاق و عقائد اور روحانیت، اور کیا بلحاظ ظاہری نظام کے، نہایت ہی پست اور ناگفتہ بہ تھی۔ تمام بحر و بر میں فساد ہی فساد برپا تھا اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت کے تحت اُمیّوں میں ایک عظیم الشان رسُول مبعوث فرمایا۔ جس نے بذریعہ آیات ارضی و سماوی ان کے دلوں میں زندہ ایمان پیدا کر کے ان کے نفوس کا تزکیہ فرمایا۔ اور علم و حکمت سے مزیّن اور آراستہ فرما کر ان کو دنیا کا جہانبان بنا دیا۔

آپ کی قوتِ قدسیہ کی برکت سے ایک عظیم الشان انقلاب دنیا میں پیدا ہُوا۔ اس کی نظیر امم سابقہ میں تلاش کرنا عبث ہے۔ قرآن مجید نے بڑی تفصیل سے اس روحانی زندگی کا ذکر فرمایا ہے جو صحابۂ کرام نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نفوس میں جلوہ گر ہوئی۔ مگر بیسویں صدی کے بعض متعصّب پادریوں نے اس روحانی انقلاب کو مشتبہ بنانے کے لئے جو سیدنا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کمال فیضان اور قوتِ قدسیہ کے ذریعہ پیدا ہُوا، لکھا ہے کہ:۔

"آپ (محمدؐ) کی بعثت سے پہلے مسیحیت عرب میں اس قدر اشاعت پا چکی تھی .... اور بزرگ ہستیاں "زمانہ جاہلیت" میں مسیحیت اور مسیحی تعلیم کے اثر کی گواہ ہیں۔ اور ثابت کرتی ہیں کہ مسیحی مذہب قبل از اسلام عرب کے خاص و عام کو متاثر کر رہا تھا۔"

(تاریخ کلیسیاء ہندوستان حصہ سوم صفحہ ۲۷-۸)

پادری غلام مسیح نے اپنی کتاب "حقیقتِ اسلام" میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ "مکی زندگی میں نبی عرب بھی ایک مسیحی مناد تھے۔" (حصہ دوم صفحہ ۲۶)

مگر حقیقت اس کے برعکس ہے۔ پادری فنڈر نے اپنی کتاب میزان الحق میں لکھا ہے کہ:۔

بعثت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے عیسائیوں کی حالت انتہائی طور پر ناپاک تھی۔ اس لئے خدا تعالیٰ دینِ محمد کے ظاہر ہونے اور پھیلنے میں دو سبب سے مانع نہ ہُوا۔ اوّلاً یہ کہ اس طریق (یعنے طریق محمدی) سے عربستان اور شام و مصر وغیرہ کے مسیحیوں کو جو محمدؐ کے زمانہ میں انجیل سے

ڈور پڑ گئے تھے تنبیہہ کی جائے کہ اور زیادہ
(وہ انجیلی تعلیم سے) دور اور مہجور نہ ہوں
ثانیاً یہ کہ جہان میں بت پرستی کا دین
مشہور اور دوبارہ زور آور نہ ہو جائے۔"

(میزان الحق صفحہ ۳۴۲)

الغرض یہ سراپا کذب ہے کہ بعثت نبوی سے پہلے اہل عرب میں دین عیسوی ہر چہار سو پھیل چکا تھا اور بڑی بڑی ہستیاں اس سے متاثر تھیں۔ سر ولیم میور نے اپنی کتاب "لائف آف محمدؐ" کے دیباچہ میں اور دوسرے مقامات پر لکھا ہے کہ

۱۔ "محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے ظہور سے پہلے عرب کی حالت ملکی اتحاد اور تمدنی اصلاح کے مخالف تھی عربوں کے مذہب کی بنیاد ایک نہایت ہی گہری بُت پرستی پر قائم تھی جس پر شام اور مصر سے کئی حملے کئے گئے، مگر ۵۰۰ سال تک انہوں نے ان حملوں کا مقابلہ بڑی سختی سے کیا۔ اور اس میں نہ تو کوئی زوال آیا اور نہ ہی کسی قسم کی کمزوری کے آثار پیدا ہوسے"

۲۔ "اگرچہ عیسائی ۵۰۰ سال تک ملک عرب میں عیسائیت کو پھیلانے کی کوشش کرتے رہے، مگر پھر بھی سوائے قلیل تعداد کے کسی نے عیسائی مذہب قبول نہ کیا۔ یہود نے بھی کوشش کی اور ان کی طاقت عیسائیوں سے کہیں زیادہ تھی، مگر بالآخر وہ بھی انتہائی کوششوں کے باوجود تھک کر رہ گئے۔"

۳۔ "محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی جوانی کے زمانہ میں جزیرہ نمائے عرب میں آبائی مذہب پر قائم رہنے کا بڑے زور کے ساتھ میلان پایا جاتا تھا اور شاید کسی پہلے زمانہ میں اصلاح کے کام میں ایسی مایوس کن حالت نہ تھی جیسا کہ اس وقت تھی۔"

(لائف آف محمدؐ بحوالہ ریویو آف ریلیجنز ۱۹۰۹ء)

پادری غلام مسیح صاحب کا یہ لکھنا کہ سیدنا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں دینِ مسیحی کے مناد تھے قرآن مجید کی تصریحات کے سراسر خلاف ہے۔ کیونکہ مکی سورتوں میں دینِ پولوسی کا جس زور و شور سے ابطال کیا گیا ہے۔ وہ قرآن مجید کا بغور مطالعہ کرنے والوں سے پوشیدہ نہیں آپ کی بعثت سے پہلے عیسائی انسان پرستی کی خطرناک دلدل میں پھنسے ہوئے تھے دیگر مذاہب کے لوگ بھی انتہائی تاریکی میں بھٹک رہے تھے۔ اہلِ عرب درندوں کی طرح زندگی بسر کر رہے تھے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ادا کرنے سے سراسر غافل تھے۔ سینکڑوں سالوں سے بت پرستی کے خوگر چلے آرہے تھے، ہر قسم کی عیاشی، قماربازی قزاقی، ان کا پیشہ تھا۔ یتیموں کا مال کھا جانا ان کے نزدیک باعثِ ننگ و عار نہ تھا۔ غرضیکہ وہ تمام عیوب کا ایک ایسا مرقع تھے جس سے کسی صاحبِ علم کو انکار مجال نہیں۔ مگر ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعاؤں اور التجاؤں نے ایک قلیل عرصہ میں ان کی زندگیوں میں وہ عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا کہ دنیا آج تک اس معجزانہ تبدیلی سے محوِ حیرت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ نے وہ عجیب کام کر دکھلائے جو پہلے نہ کسی آنکھ نے دیکھے اور نہ کانوں نے سُنے تھے۔ (باقی بر صفحہ ۱۲)

انبیاء کا کعبۂ مقصود — اَلْبَیْتُ الْمَعْمُوْر

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ کی تائید میں تاریخی شواہد

مسجد نور فرانکفورٹ میں گذشتہ عید الاضحیٰ کی بابرکت تقریب جس شاندار روحانی ماحول میں منائی گئی اس کی رپورٹ مغربی جرمنی کے مشہور ترین اخبار میں

"مکہ" مکرمہ کی یادیں"

کے عنوان سے شائع ہو چکی ہے۔ الفضل میں اس رپورٹ کا خلاصہ پڑھ کر مکہ مکرمہ سے کئی ہزار میل دور ایک عاصی پُرمعاصی کے مضرابِ دل کے تاروں میں جو ارتعاش پیدا ہوا۔ اس کے نقوش اس مضمون میں آپ کچے ٹوٹے پھوٹے الفاظ کی صورت میں نظر آئیں گے۔

مکہ مکرمہ ہمیں کیوں پیارا ہے؟ اس میں ہمارے آسمانی آقا کا پہلا گھر ہے۔ انبیاء کا کعبۂ مقصود اور خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقام ہے، فی الجملہ ہر مسلمان کا یہی جواب ہے۔

"انبیاء کا کعبۂ مقصود"! آج کے مضمون کے لئے یہ عنوان میں نے چُنا ہے۔

معمارِ اوّل حضرت آدم علیہ السلام

کعبۃ اللہ عنداللہ تعالیٰ کا اوّلین گھر ہے۔ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ (۳: ۹۷)

سب سے پہلا گھر جو تمام لوگوں کے افادۂ روحانی کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو کہ بکّہ یعنی وادیٔ مکہ میں ہے۔ وہ تمام جہانوں کے لئے برکت والا مقام اور موجب ہدایت ہے۔

حدیث میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل کو آدم اور حوّا کی طرف بھیجا۔ اور ان کو کعبہ بنانے کا حکم دیا۔ پس آدم نے اسے بنایا۔ پھر اسے اس کے طواف کا حکم دیا گیا۔ اسے کہا گیا کہ اے آدم تو اوّل البشر ہے اور یہ گھر "اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ ہے"۔ (بیہقی)

علم الالسنہ کی شہادت

مناسکِ حج کی قدامت کا اندازہ آپ اس امر سے لگا سکتے ہیں کہ اُمّ القریٰ سے جب نسلِ آدم دُنیا میں منتشر ہوئی۔ وہ چونکہ کعبۃ اللہ کا طواف کرتے گئے ان کے ہاں حج کا لفظ ہمیں طواف کے معنوں میں ملتا ہے۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں حج پر جو مقالہ ہے اس میں لکھا ہے کہ شمالی اور جنوبی سامی اقوام میں زمانہ قدیم سے لفظِ حج، طواف و عبادت کے معنوں میں مستعمل ہے زمانہ موسوی سے پہلے کے کتبات میں یہ لفظ بیابان میں سالانہ رسوم عبادت کے لئے آیا ہے (کن سائز بائیبل کونسٹری صـ۸۳)

تصحیح:- الفرقان نومبر ۱۹۶۴ء کے صـ۹ کے مضمون کی پہلی سطر میں "انیس سو سال" کی بجائے "انیس سال" پڑھا جائے۔

عبرانی میں حج کے معنی طواف، چکر کھانا۔ عید
کی قربانی کے ہیں۔ تورات میں سالانہ تہواروں اور
عیدالاضحیٰ کے معنوں میں حج کا لفظ مستعمل ہے۔
(خروج ۲۳/۱۴-۱۶، ۳۴/۲۲، لاوی ۲۳/۳۹-۴۱، استثنا ۱۶/۱۶)
آرامی میں حج کو حجا کہتے ہیں۔ دنیا کی بعض دوسری
زبانوں میں بھی یہ لفظ ہمیں ملتا ہے۔ مثلاً حبا پانی میں حج
کا لفظ ہمیں انہی معنوں میں ملتا ہے۔

فلالوجی کی اس شہادت سے آپ مناسکِ حج
کی قدامت کا اندازہ بخوبی لگا سکتے ہیں۔

حضرت شیثؑ اور نوحؑ کعبۃ اللہ میں

آدمؑ کے بعد حضرت شیثؑ، ادریسؑ اور نوح
علیہم السلام ہمیں کعبۃ اللہ کا طواف کرتے ہوئے
نظر آتے ہیں۔ مختصر انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں
عرب روایات کی رُو سے لکھا ہے۔

> آدم کی وفات کے بعد شیث نے کعبۃ
> اللہ کو تعمیر کیا۔
> طوفانِ نوح نے کعبۃ اللہ کو نہیں چھوا
> نوح نے اس مقدس گھر کا طواف کیا۔ ص ۱۹۶

حضرت ادریس علیہ السلام جوارِ کعبہ میں

آدم کی ساتویں پُشت میں ایک بزرگ نبی
ادریسؑ ہو گذرے ہیں۔ کتبات بابل میں ان کا نام
یودریس آیا ہے۔ قرآن مجید میں ادریس اور تورات
میں حنوک۔

تورات میں لکھا ہے کہ حنوک خدا کے ساتھ چلتے
چلتے غائب ہو گئے۔ (پیدائش ۵/۲۴)
صحیفہ حنوک ایک قدیم اسرائیلی صحیفہ ہے جس
کے آثار وادیٔ قمران کے غاروں سے بھی ملے ہیں۔
اس میں لکھا ہے کہ وہ اپنی قوم سے جدا ہو کر دنیا کے
کناروں کی طرف چلے گئے۔ وہاں ان کے بیٹے متوسلح
اور پڑپوتے حضرت نوح ان سے ملنے کے لئے گئے
لکھا ہے:۔

> ان ایام میں جب نوح نے یہ دیکھا کہ
> زمین غرقاب ہونے کو ہے اور اس کی
> بربادی کی نوبت قریب ہے تو وہ اُٹھ
> کھڑا ہوا۔ اور دنیا کے کناروں کی طرف
> چلا گیا۔ جہاں اس نے اپنے جدِّ امجد
> (پڑدادا) حنوک کو پکارا اور وہ ان
> کو ملے۔ (۶۵/۲، ۱۰۶/۸)

انجیل میں لکھا ہے کہ جنوبی عرب کی ملکہ سبا زمین کے کنارے
سے سلیمان کی حکمت سننے کو آئی۔ (متی ۱۲/۴۲)
ظاہر ہے کہ اہلِ کتاب کے محاورۂ زبان میں
زمین کے کناروں سے مراد جزیرۃ العرب کا ساحلی
علاقہ ہے۔

اس امر کی مزید تصدیق صحائف قمران سے ہوتی
ہے۔ وادیٔ قمران کے غاروں سے ایک آرامی صحیفہ
ملا ہے۔ اس میں انبیاء کے حالات و قصص درج
ہیں اس میں لکھا ہے کہ حضرت حنوک اپنی قوم کو چھوڑ
کر پادو یم کے مقام الرحمۃ میں جا بسے تھے[1]

---
[1]. More Light on The Dead Sea Scrolls by M. Burrows. P. 387.

باثبل میں لکھا ہے کہ پارویم میں سونے کی معادن ہیں جہاں سے حضرت سلیمان کی ہیکل کے لئے سونا لاتے تھے۔ (تواریخ ۲ ۳/۶) مکہ معظمہ کے شمال مشرق میں معادن الذہب کے انکشاف کے بعد محققین اب یہ تسلیم کرتے ہیں کہ معادن سلیمانی اسی علاقہ میں تھیں۔ مقام مہد الذہب کی کانوں کا مشاہدہ بتاتا ہے کہ زمانہ قدیم میں ان کی کھدائی ہو چکی ہے۔[1]

علاوہ بریں مدین سے یمن تک مغربی ساحل پر سونے کی کانیں ہیں۔

ظاہر ہے کہ پارنیم حجاز کے کسی علاقہ کا نام ہے ابن کثیر لکھتا ہے کہ مکہ معظمہ کے اسمائے قدیمہ میں سے ایک نام اُمّ الرّحم ہے پھر عرفات کی پہاڑی کا نام جبل الرحمۃ ہے۔

اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ پارویم کا مقام الرحمۃ مکہ معظمہ کا علاقہ اور عرفات ہیں جہاں حنوک یعنی ادریس علیہ السلام آبسے اور جہاں ان کی اولاد بھی ان کو ملنے کے لئے آتی رہی۔ پارویم کے حروف بگڑے ہوئے ہیں اسے فارانیم (فاران) بھی پڑھ سکتے ہیں۔ جو کہ حجاز کا قدیمی نام ہے بہرکیف حجاز کا مقام الرّحمۃ مکہ معظمہ اور عرفات ہیں۔

ادریس علیہ السلام کے متعلق قرآن مجید میں ہے وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا۔ کہ ہم نے ان کو ایک بلند مرتبت مقام کی طرف مرفوع کیا۔ دوسری طرف کعبۃ اللہ کو اَلسَّقْفُ الْمَرْفُوْعُ کہا گیا ہے۔ اس میں بھی اشارہ ہے کہ حضرت ادریس کعبۃ اللہ اور عرفات کی رُوحانی بلندیوں کی طرف مرفوع ہوئے۔

حضرت ادریس علیہ السلام اپنی قوم سے جدا ہو کر حجاز میں آگئے۔ اور مکہ معظمہ اور عرفات کی رحمتوں سے وہ فیضیاب ہوئے۔

حضرت ہُود علیہ السلام اور قومِ عاد کا حج

حدیث میں ہے :۔

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مکہ معظمہ کی وادی سے نوحؑ۔ ہودؑ اور ابراہیمؑ نوجوان سُرخ رنگ اونٹنیوں پر سوار گزرے ہیں اور اس بیت العتیق کا انہوں نے حج کیا۔" (اخرجہ الحافظ ابو یعلیٰ فی مسندہ)

ازرقی لکھتا ہے :۔

مکہ میں نوح، ہود، صالح اور شعیب علیہم السلام کا انتقال ہوا۔ ان کی قبریں زمزم اور حجر کے درمیان ہیں۔ (تاریخ اخبار مکہ)

حدیث میں آیا ہے۔

"جب کسی نبی کی امّت ہلاک ہو جاتی۔ تو وہ مکہ آجاتا اور یہیں اپنے ساتھیوں کے ساتھ مصروف عبادت ہو جاتا۔ حتیٰ کہ یہیں وفات پا جاتا۔"[2]

میجر جنرل فارلانگ اپنی کتاب "موازنہ مذاہب" میں لکھتے ہیں :۔

"نہایت قدیم مناثی سبائی اور عاد قبائل مکہ معظمہ میں حج کی غرض سے جمع ہوتے تھے۔ وہ مکہ کو تمام مقدس مقامات کی ماں کہتے تھے۔ ان قبائل

---

[1] جزیرۃ العرب از سینجر و تاریخ عرب حتّی اُردو ص۷۶۔ [2] خانہ کعبہ از محمد طاہر الکردی اردو ترجمہ ص۱۵۸ و ص۱۵۹

کہ اس وادی الروحاء میں مجھ سے
پہلے ستر انبیاء نے نماز پڑھی۔ اور
حضرت موسیٰ بھی یہاں سے گذرے
وہ دو چادروں میں (احرام باندھے
ہوئے) تھے۔ ناقہ ورقاء پر سوار
ستر ہزار بنی اسرائیل کے ہمراہ انہوں
نے اسی بیت العتیق کا حج کیا۔
(رواہ طبرانی تاریخ الوفا جلد ۲ صفحہ ۱۶۷)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ بنو اسرائیل کی ایک قوم مکہ آئی۔ جب مقام ذی طوی میں پہنچی تو احتراماً انہوں نے اپنے جوتے نکال لئے۔[1]

حضرت داؤد علیہ السلام حجاز میں

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تین سو سال بعد حضرت داؤد علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ آپ بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو ساتھ لے کر حجاز میں پناہ گزین ہوئے کیونکہ آپ کے بیٹے نے علم بغاوت بلند کر دیا تھا۔ حجاز میں اسماعیلی۔ ہاجری اور بنو قیدار بنی اسرائیل سے آمادہ پیکار تھے۔ (زبور ۱۲۰/۵ ، ۸۳/۶ ، ۲ سموئیل ۲۵/۱)

آپ نے ایک زبور میں بیت اللہ کی زیارت کے لئے اپنے قلبی جذبات پیش کئے ہیں۔ اس زبور میں بیت اللہ، وادیٔ بکہ، مورہ (کوہ مروہ) ایک کنواں (چاہِ زمزم) کا یکجائی ذکر کر کے حج کا نقشہ کھینچا ہے۔

حضرت داؤد اور ان کے ہمراہی جو کہ اہلِ صیہون تھے۔ حج بیت اللہ سے فیضیاب ہوئے اور اس کے بعد وہ ارض صیہون یعنی یروشلم میں پہنچے۔ زبور ۸۴ باب میں لکھا ہے:۔

"مبارک ہیں وہ جو تیرے گھر میں رہتے
ہیں۔ وہ سدا تیری تعریف کریں گے۔
مبارک ہیں وہ آدمی جن کی قوت تجھ
سے ہے جن کے دل میں صیّوں کی
شاہراہیں ہیں۔ وہ وادیٔ بکّہ سے
گذر کر اسے ایک چشمہ بنا دیتے ہیں۔
(یا وہ ایک چشمہ کے پاس ٹھہرتے
ہیں) مورہ[1] (کوہِ مروہ) کو برکات
ڈھانپ لیتی ہیں۔۔۔۔ ان میں سے
ہر ایک (وادیٔ بکّہ کے حج کے بعد)
صیہون میں خدا کے حضور حاضر ہوتا ہے"

ابن خلدون نے بھی لکھا ہے۔ کہ حضرت داؤد اور سبطِ یہودا خیبر میں سات سال تک مقیم رہے۔ بعد میں

---

[1] خانہ کعبہ از محمد طاہر الکردی اردو صفحہ ۹

[1] بائیبل میں لکھا ہے کہ مورہ مقام پر ہیکل سلیمانی تعمیر ہوئی۔ پیکس کومنٹری میں لکھا ہے کہ اس نام کا کوئی مقام ارض کنعان میں نہیں ہے۔ جس پہاڑ پر ہیکل بنایا گیا اس کا نام مورہ ہے یا نہیں اس پر بھی اتفاق نہیں ہے یہ خبر احاد ہے۔ سریانی نسخہ میں مورَیا کی جگہ عموری قوم کی سرزمین درج ہے۔ بائیبل میں صرف ایک روایت ہے جس میں جبل ہیکل کو مورہ کہا گیا اور کہیں ذکر نہیں پیکس صفحہ ۱۵۴ ، صفحہ ۳۱۸

وہ یہود یہ ہیں گئے اور اپنے ملک پر قابض ہوئے۔" غالباً اسی مہاجرت کے دور میں وہ حج بیت اللہ سے فیضیاب ہوئے۔

یونس بن متی کا حج

حضرت داؤد علیہ السلام کے سو سال بعد حضرت یونس بن متی نینوا بستی میں پیغمبر بن کر مبعوث ہوئے آپ کے حج کا نظارہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کشفی نظر میں دیکھا۔ حدیث میں ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

> ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ و مدینہ کے درمیان جا رہے تھے کہ ہم ایک جنگل میں سے گذرے تو آنحضرتؐ نے پوچھا یہ کونسا جنگل ہے ہم نے عرض کیا یہ ازرق کا جنگل ہے آپ نے فرمایا میں گویا موسٰے علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں (پھر دوسرے جنگل میں پہنچے) تو فرمایا میں یونس بن متی کو دیکھ رہا ہوں۔ وہ اس جنگل میں لبیک کہتے ہوئے جا رہے ہیں۔
> (مسلم احوال الانبیاء)

حضرت یرمیاہ نبی اور ان کے کاتب الوحی خانۂ خدا میں

چھٹی صدی قبل مسیح میں حضرت یرمیاہ نبی مبعوث ہوئے۔ بخت نصر نے جب یروشلم کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ اور اسرائیل کے لئے جلاوطنی کا حکم ہوا۔ تو اس نے یرمیاہ کو زندان سے باہر نکالا۔

حضرت یرمیاہ اور ان کے کاتب الوحی بارُوخ کے انجام کے متعلق اسرائیلی تاریخ خاموش ہے لیکن عرب کی قدیم روایت ہماری راہ نمائی کرتی ہے کہ ان بزرگوں نے اپنی قوم کی جلاوطنی اور تباہی کے بعد ہمارے آقا نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے جدّ امجد مَعَدّ بن عدنان کے بچائے جانے میں کتنا بڑا حصّہ لیا۔ بخت نصر اسرائیل سے نمٹ کر جب قبائل حجاز پر حملہ آور ہوا۔ تو اس وقت حضرت یرمیاہ نبی کو اللہ تعالےٰ نے مامور کیا۔ کہ قیدار بن اسماعیلؑ کی اولاد میں سے مَعَدّ بن عدنان کو بچا لیں کیونکہ ان کی پُشت سے خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کا نور پھوٹنے والا ہے۔ حضرت یرمیاہ اور ان کے شاگرد برخیا (باروخ) حجاز میں آئے۔ مَعَدّ بن عدنان کو تلاش کیا۔ اور انہیں اپنے ہمراہ دور شمال میں ایک محفوظ مقام کی طرف لے گئے۔ ایک مدّت تک یہ عربی شہزادہ ان دو اسرائیلی بزرگوں کی تحویل، تربیت اور نگرانی میں رہا۔ حالات کے سازگار ہونے پر یہ تینوں بزرگ، یرمیاہ، برخیا، معد بن عدنان حجاز میں واپس آئے۔ سب سے اوّل کعبۃ اللہ کا حج کیا۔ اس کے بعد معد بن عدنان کو کعبۃ اللہ کے جوار میں بسا دیا گیا۔ یہ ایمان افروز واقعہ ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں بالتفصیل بیان کیا ہے۔

حواریانِ مسیح کا حج

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو یہود نامسعود نے صلیب پر چڑھا دیا۔ وہ صلیب سے گہری بے ہوشی اور غشی کے عالم میں اتار لئے گئے۔ پھر صحت مند ہو کر ممالک شرقیہ کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ ان نامساعد حالات میں آپ کعبۃ اللہ کے حج سے متمتع نہیں ہو سکے[۱] لیکن آپ کے حواریوں نے حج کیا ہے۔

تاریخ کلیسا سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ واقعۂ صلیب کے بعد کئی ایک حواری حجاز میں آئے۔ برتلمائی، یعقوب، توما، اور متی کا عربستان میں آنا ثابت ہے ابن خلدون، طبری اور ابن ہشام نے برتلمائی کے حجاز آنے کا ذکر کیا ہے۔ یروشلم کے ایک بشپ نے مقدس یعقوب کی سوانح عمری ترتیب دی ہے اس میں لکھا ہے۔ کہ وہ حجاز میں بھی تشریف لائے اسی طرح ماری، تدی، اور تیمون کا عرب و حجاز میں آنا ثابت ہے[۱]۔

حجاز کی طرف حواریوں اور ان کے شاگردوں کا رجوع جہاں تبلیغ کے لئے تھا۔ وہاں اس کی ایک بڑی وجہ کعبۃ اللہ کی کشش تھی۔ جو کہ ان کو کشاں کشاں یہاں کھینچ لائی۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حواریوں نے حج کیا تو وہ حرم کی تعظیم میں ننگے پاؤں چلے[۲]۔

---

[۱] تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو عربستان میں مسیحیت مصنفہ پادری سلطان محمد پال ص۳۵، ص۱۰۸، ص۱۰۹، ص۱۱۸-۱۱۹

[۲] خانہ کعبہ از محمد طاہر الکردی ص۹۸

ہندوستان کے رشیوں منیوں کا حج

قرآن کریم نے فرمایا ہے وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ کہ ہر قوم میں ہادی آئے۔ ہندوستان کے بعض رشی منی اور بزرگ کعبۃ اللہ کی عظمت سے آگاہ تھے۔ اور اس کی زیارت سے فیضیاب ہوتے رہے۔ میجر جنرل فارلانگ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:-

"بہت سے قدیم برہمن اور جینی یہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے موکش الیشور استھان یعنی مکہ معظمہ کے بیت اللہ کی زیارت کی ہے اور وہ عرب کے دوسرے مشہور مقامات کی یاترا کا ذکر کرتے ہیں۔" (موازنہ مذاہب" ص۵۴۲)

مہابھارت (ہندی مصنفہ رام شنکر مشر) میں لکھا ہے:-

"مہابھارت کے زمانہ میں شیو براہمن عرب میں جا کر شوا پاسنا کرتے تھے۔" (ص۳۵)

حرفِ آخر

مندرجہ بالا سب حوالے ببانگِ بلند یہ بتا رہے ہیں کہ اوّلین عبادت گاہ کعبۃ اللہ ہے۔

انبیاء کا کعبۂ مقصود،
امم قدیمہ کا مرجع،
رشد و ہدایت کا مرکز،
انوارِ روحانیت کا منبع،

---

[۳] الفرقان: صحیح مسلم میں حضرت مسیحؑ کے فج الروحاء سے احرام باندھنے کا نظارہ مذکور ہے۔ (ابو العطاء)

مکہ معظمہ کا البیت العتیق ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ

کی صداقت اظہر من الشمس ہے۔

ایک نیا انکشاف

حضرت داؤد علیہ السلام کے حج بیت اللہ کا ایک قطعی حوالہ زبور ع۸۴ میں موجود ہے۔ چونکہ حضرت داؤد کے وقت بیت المقدس تعمیر نہیں ہوا تھا۔ یروشلم کا ہیکل حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں تعمیر ہوا۔ (تواریخ ۲ ع ۶/۹) لیکن اس حوالہ میں "خدا کے گھر" اور اس کے "حاجیوں" کا ذکر ہے۔ اس لئے زبور ع۸۴ کو حضرت داؤد کے بجائے بنی قورح کی طرف منسوب کر دیا گیا۔ جو کہ ہیکل کے خدام تھے۔ یہ عجیب بات ہے کہ خود کتاب زبور سے ثابت ہے کہ زبور ع۸۴ حضرت داؤد کے لکھے ہوئے زبوروں میں سے ہے۔ (زبور ۲/۸۴) اس وضاحت کے بعد حوالہ درج ذیل ہے:۔

ان باتوں کو یاد کر کے میرا دل بھر آتا ہے۔ کہ میں کس طرح انبوہِ کثیر یعنی حج کرنے والی جماعت کے ہمراہ خوشی اور حمد کے گیت گاتا تھا۔ اور ان کو بیت اللہ میں لے جاتا تھا۔"

(زبور ۴/۴۲)

عبرانی میں یہاں "ہامون حوجیج" کے الفاظ ہیں۔ جس کے معنی "حج کے دن کو ماننے والوں" یا حاجیوں کے گروہ کے ہیں۔ بیت اللہ کو "بیت الوہیم" کہا گیا۔

"تاریخ عرب اور بائیبل سے ثابت ہے کہ حضرت داؤد اور سبطِ یہودا کے لوگ فاران یا حجاز میں مقیم ہوئے۔ (تاریخ ابنِ خلدون و سموئیل ع۱ ۲۵/۱)

اس دوران بنی اسرائیل کے ہمراہ جو حج آپ نے کئے ان کی یاد میں زبور ع۴۲ کے اشعار لکھے گئے۔

یہ کتنا واضح حوالہ ہے جس میں حج بیت اللہ کا ذکر ہے لیکن یہاں بھی حج کا ترجمہ عید کر دیا گیا اور اس زبور کو بنی قورح کی طرف منسوب کر کے اصل حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی گئی۔ آج تین ہزار سال بعد بنی اسرائیل کے اخفائے حق کا ثبوت مل گیا۔ الحمد للہِ علیٰ ذالک۔

مباحثہ مصر پر تبصرہ

فاضل مدیر آزاد نوجوان مدراس (بھارت) تحریر فرماتے ہیں: "بڑا ہی دلچسپ مباحثہ ہے اور اس میں ایسے دلائل درج ہیں جن سے نہ صرف حضرت مسیح تختِ الوہیت سے اُتر جاتے ہیں بلکہ کشمیر میں دفن بھی ہو جاتے ہیں۔

مولانا ابو العطاء نے اسلامی نظریات کو بڑی خوبی سے پیش فرمایا ہے انگریزی میں چھپا ہوا۔ ۸۱ صفحوں کا یہ مباحثہ ادارہ الفرقان ربوہ ضلع جھنگ مغربی پاکستان سے ۲۵-۱ روپیہ پر مل سکتا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس مباحثہ کا ضرور مطالعہ کریں اور اپنے ہونہاروں کو اس رسالہ میں درج...

صحت جسمانی کے اصول

(محترم جناب ڈاکٹر محمد جی صاحب ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر کوئٹہ)

مجلس انصار اللہ کوئٹہ کے سالانہ اجتماع منعقدہ ۳۰ مئی ۶۴ء میں جناب ڈاکٹر صاحب موصوف نے یہ قیمتی مقالہ پڑھا تھا جسے دلی شکریہ کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے ——— ایڈیٹر

جسمانی صحت خداوند تعالیٰ کا ایک بہت بڑا انعام ہے۔ روحانی ترقی بھی جسمانی صحت کے بغیر ممکن نہیں اس لئے صحت جسمانی کے اصولوں پر ہمارا کاربند ہونا بہت ضروری ہے۔ صحت جسمانی کے اصولوں میں سب سے پہلے میں صفائی کو لیتا ہوں۔

صفائی انگریزی کا مقولہ ہے "Cleanliness is next to Godliness" یعنی صفائی خدائی سے دوسرے درجہ پر ہے۔ یہ مقولہ بہت حد تک درست معلوم ہوتا ہے۔ اسلام نے بھی صفائی پر بہت زور دیا ہے۔ دن میں پانچ دفعہ وضو کرنا، بدن کی صفائی اور طہارت، دانتوں کا صاف کرنا، نہانا، بالوں کی صفائی، ناخن کاٹنا، ان سب باتوں کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔

ہاتھوں کی صفائی سب سے پہلے نمبر پر ہے کھانا کھانے سے پہلے ہاتھوں کو صاف پانی سے ضرور دھو لینا چاہیئے۔ اگر صابون میسّر آجائے تو اور بھی بہتر ہے اس طرح سے مضرِ صحت جراثیم اور آلودگی سے ہاتھ صاف ہوجاتے ہیں۔ اور کھانا گندہ نہیں ہوتا۔ بیماریوں کے جراثیم بہت باریک ہوتے ہیں۔ اور خوردبین کے بغیر نظر نہیں آتے۔ اسلئے بظاہر صاف ہاتھوں کو بھی کھانے سے پہلے دھولینا چاہیئے۔ ناخن ہمیشہ کٹے ہوئے ہونے چاہئیں ورنہ ان میں جراثیم چھپے رہتے ہیں۔ اور کھانے کے ساتھ ہمارے معدہ میں جاکر بیماریاں پیدا کرنے کا موجب ہوتے ہیں۔ حاجت سے فارغ ہونے کے بعد بھی ہاتھوں کی اچھی طرح سے صفائی بہت ضروری ہے۔ ہاتھ صابون سے دھوکر ضرور صاف کئے جائیں۔ کیونکہ خالی پانی سے پوری صفائی بہت مشکل ہے۔ اس طرح سے انسان معدہ کی بیماریوں مثلاً پیچش، جلاب اور پیٹ کے کیڑوں سے بچا رہتا ہے۔ کیونکہ یہ بیماریاں بول و براز سے ہی پیدا ہوتی ہیں۔

آنکھ کی صفائی:۔ آنکھوں کو دن میں کئی دفعہ خاص طور پر سونے کے بعد ٹھنڈے اور صاف پانی سے کھل کھل کر دھونا چاہیئے۔ اور منہ دھونے کے بعد صاف تولیہ سے خشک کرنا چاہیئے۔ ہر شخص کا اپنا تولیہ الگ ہو۔ ورنہ ایک شخص کی آنکھوں کی

بیماریاں دوسروں کو لگنے کا ڈر رہتا ہے۔ تولیہ ہمیشہ صاف
اور دُھلا ہوا ہونا چاہیئے۔ اس طرح سے آنکھوں کی بیشتر
بیماریوں مثلاً آنکھیں دکھنا اور ککروں سے نجات مل
جاتی ہے۔ آنکھوں کو مٹی، گرد و غبار اور تیز روشنی
سے بھی بچانا ضروری ہے۔ اگر نگاہ کمزور ہو تو عینک
لگانا چاہیئے۔ کمزوریٔ نظر کے لئے مکھن۔ گھی اور مچھلی
کا تیل استعمال کرنا بہت مفید ہے۔

دانتوں کی صفائی:۔ دانتوں کو مسواک یا
برش سے دن میں ایک دو دفعہ صاف کرنا از بس ضروری
ہے۔ اس طرح سے دانت اور مسوڑھے مضبوط رہتے
ہیں۔ مسواک کیکر یا نیم یا جھنڈ کی ہونی چاہیئے۔ تازہ
درخت کی مسواک نرم اور اچھی رہتی ہے۔ برش نرم
اور اچھے بالوں کا ہو۔ اس کو ٹوتھ پیسٹ لگا کر استعمال
کیا جاتا ہے۔ برش استعمال کے بعد پانی سے اچھی
طرح صاف کر کے خشک کر لینا چاہیئے۔ اور ہر شخص کو
اپنا ہی برش استعمال کرنا چاہیئے۔ دانتوں کا منجن
بھی مفید چیز ہے ۔۔۔ کھانے کے بعد دانتوں میں خلال
کیا جائے تو بہت اچھا ہے تاکہ دانتوں سے خوراک کے
چھوٹے چھوٹے ذرات نکل جائیں۔ ورنہ یہ گل سڑ کر دانتوں
کو خراب کر دیتے ہیں۔ کھانے کے بعد کلی کرنا بھی اسی لئے
ضروری ہے۔ اگر دانت خراب ہو جائیں تو جسم بہت
سی بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے کھانے کے بعد تازہ
پھلوں کا استعمال دانتوں کی مضبوطی اور صحت کے
لئے بہت ضروری ہے پان کے استعمال سے دانت اور
مسوڑھے خراب ہو جاتے ہیں اس کے زیادہ استعمال سے
بچنا چاہیئے۔

بدن کی صفائی:۔ پسینہ آنے سے جسم کے مضر
صحت اجزا پسینہ کی شکل میں خون سے خارج ہوتے
رہتے ہیں۔ جس طرح سے جسم کے مضر صحت مواد پیشاب
کے ذریعہ جسم سے خارج ہوتے ہیں۔ اسی طرح پسینہ
کے ذریعہ بھی خارج ہوتے ہیں۔ جس طرح پیشاب
کے بعد طہارت لازمی ہے۔ اسی طرح جسم کو پسینہ
سے صاف کرنے کے لئے نہانے اور کپڑے دھونے
کی بھی ضرورت ہے۔ نہانے کے بعد بالوں میں تیل
لگانا اور کنگھی کرنا بھی ضروری ہے ۔۔۔ نہانے
سے اور نہانے کے بعد جسم کو تولیہ سے رگڑنے سے
جلد کے مسام کھل جاتے ہیں۔ جن سے انسان جلد کی
بہت سی بیماریوں سے بچا رہتا ہے۔

صفائی کے بعد میں **ورزش جسمانی** کو لیتا
ہوں۔ **ورزش** صحت کے لئے بہت ضروری چیز ہے
صبح کے وقت کھلی ہوا میں ورزش کی جائے تو صحت
کے لئے بہت مفید ثابت ہوتی ہے، ورزش سے
دورانِ خون تیز ہو جاتا ہے۔ اور خون جسم کے سب
حصوں میں تیزی سے دوڑنے لگتا ہے، سانس زور
زور سے آنے لگتا ہے پھیپھڑے اپنے اندر زیادہ
تازہ ہوا کھینچ کر خون کو صاف کرتے ہیں، ورزش
سے پسینہ بھی آتا ہے جس سے جلد کے تمام مسام کھل
جاتے ہیں اور جسم کے فاسد مادے خارج ہو جاتے
ہیں ۔۔۔ بچوں اور نوجوانوں کے لئے صبح اور شام
ورزش بہت ضروری ہے۔ ورزش سے رگ اور پٹھے

مضبوط ہوتے ہیں اور جسم سڈول ہو جاتا ہے۔ صبح کی تازہ ہوا میں ozone ہوتی ہے جو صحت کے لئے بہت مفید ہے۔

لباس:۔ لباس سادہ، صاف ستھرا، اور موسم کے مطابق ہونا چاہیئے۔ زیادہ تنگ اور گٹھا ہوا لباس صحت کے لئے اور دوران خون کے لئے مضر ہے اس سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ گرمیوں کے دنوں میں ٹھنڈے کپڑوں کو ہفتہ میں دو دفعہ دھونا ضروری ہے کیونکہ پسینہ آنے کی وجہ سے کپڑے جلدی خراب ہو جاتے ہیں۔ سردیوں میں گرم اور اونی کپڑے موسم کے مطابق پہننے چاہئیں۔

خوراک۔ خوراک سادہ اور متوازن ہونی چاہیئے زیادہ مرغن کھانوں اور میدہ سے بنی ہوئی چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ موٹے اور بغیر چھنے ہوئے آٹے کی روٹی صحت کے لئے بہت اچھی ہے اناج کے دانوں کے چھلکوں میں قدرت نے بہت طاقتور اجزاء جنہیں وٹامنز یا حیاتین کہتے ہیں رکھ چھوڑے ہیں اسی طرح سے فولاد اور پروٹینز بھی چھلکوں میں زیادہ پائی جاتی ہیں۔ اس لئے آٹے میں سے چھان الگ نہ کیا جائے ورنہ روٹی طاقت کے لحاظ سے ناقص ہو جائے گی۔

اسی طرح سے چاول کے باہر کے سرخ حصہ میں طاقتور وٹامنز اور پروٹینز ہوتی ہیں جو کہ چاولوں کو مشین میں چھڑتے اور پالش کرتے وقت ضائع ہو جاتی ہیں۔ اس لئے چاول جتنا زیادہ نفیس اور پالش شدہ ہوگا اتنا ہی طاقت میں کمزور ہوگا۔ چاول ویسے بھی گندم کے مقابلہ میں ادنٰے خوراک ہے اس لئے چاول کا زیادہ استعمال بھی صحت کے لئے مضر ہے۔

چکنائی بھی خوراک کا ایک اہم جزو ہے۔ سب سے بہتر چکنائی تازہ مکھن ہے۔ گھی اور مچھلی کے جگر کا تیل دوسرے نمبر پر آتے ہیں۔ اس کے بعد چربی، بناسپتی گھی، عام تیل یعنی Vagetable oils آتے ہیں۔ انہیں زیادہ دیر تک پکانے اور گرم کرنے سے ان میں سے وٹامنز ضائع ہو جاتی ہیں اس لئے پراٹھا وغیرہ مفید غذا نہیں ہے۔ اور مرغن غذائیں بھی زیادہ مقدار میں استعمال کی جائیں۔ تو صحت کے لئے مضر ثابت ہوتی ہیں۔

پروٹینز یا لحمیات میں سے گوشت، انڈا مرغی اور مچھلی بہت مفید غذا ہیں اس سے دوسرے نمبر پر دالیں اور سبزیاں وغیرہ آتی ہیں۔

نمک جسم کا ایک ضروری جزو ہے۔ گرمیوں کے دنوں میں نمک زیادہ استعمال کرنا چاہیئے۔ کیونکہ پسینہ میں نمک کافی مقدار میں خارج ہو جاتا ہے۔ اس لئے بہت سخت گرمی کے دنوں میں نمک پانی میں گھول کر پینا Heat stroke اور Sun stroke سے بچائے رکھتا ہے۔ سخت گرمی کے ایام میں روزہ اگر صرف ٹھنڈے شربت سے کھولا جائے تو پیاس ختم نہیں ہوتی لیکن اگر ٹھنڈے پانی میں نمک ملا کر اور تھوڑا لیموں ڈال کر پیا جائے تو پیاس فوراً ختم ہو جاتی ہے۔

کا زمانہ شاید چار ہزار قبل مسیح کے لگ بھگ ہے۔[۱]

معماران حرم خلیل اللہ ذبیح اللہ

کعبۃ اللہ کی عمارت آج سے چار ہزار سال بیشتر اپنا نام و نشان تک کھو چکی تھی۔ اللہ تعالےٰ کے حکم کے تحت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہاجرہ اور اسمٰعیلؑ کو جو کہ خلیل اللہ کے محبوب ترین متاع تھے مکہ معظمہ کی وادی غیر ذی زرع میں لا بسایا۔ جب اسمٰعیلؑ جوان ہوئے تو کعبۃ اللہ کی پرانی بنیادوں پر پُرسوز دعاؤں کے ساتھ معماران حرم نے ایک مقدس عمارت کھڑی کرنا شروع کی۔ تاریخ کا یہ عجیب و غریب واقعہ عرب روایت اور قرآن حکیم میں محفوظ ہے۔ تورات میں اس کا ذکر مفقود ہے اصل بات یہ ہے کہ بنی اسماعیل اور بنی اسرائیل کی مخاصمت تاریخ کے راستہ میں روک بن کر کھڑی ہو گئی۔ عرب و حجاز کے متعلق کوئی ایسی بات واضح رنگ میں تورات میں درج نہ ہو سکی۔ جس سے بنی اسماعیل کی برتری ثابت ہو سکے۔

عرب میں جو یہود زمانہ قدیم سے آباد تھے ان میں ایک وقت تک یہ روایت موجود تھی کہ کعبۃ اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بنایا ہوا خدا کا گھر ہے۔ یہودی شعراءِ عرب کعبہ کی توصیف میں رطب اللسان ہیں یہود کعبۃ اللہ کا حج اس لئے نہیں کرتے تھے کہ مشرکین نے اسے بتکدہ بنا دیا تھا۔ تورات کی رو سے کسی بتکدہ کا طواف منع تھا۔ ویسے انہوں نے ۲۱۰ عیسوی میں یمن کے ایک بادشاہ کے دربار میں بصمیم قلب یہ گواہی دی کہ یہ گھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بنایا ہوا ہے اور شعائر اللہ میں داخل ہے۔

یہ واقعہ میجر جنرل فارلانگ نے اپنی کتاب "موازنہ مذاہب" میں بالتفصیل لکھا ہے۔ (صفحہ ۲۷۵-۲۷۸)

مکہ معظمہ کے حج کا ثبوت نسلِ ابراہیم کے بعض اسماء میں بھی ملتا ہے۔ مثلاً حضرت یعقوب علیہ السلام کے پوتے کا نام حاجی تھا۔ تورات میں لکھا ہے کہ

"حاجی سے حاجیوں کا گھرانا نکلا"

(پیدائش ۴۶/۱۶، گنتی ۲۶/۱۵)

عہدِ ابراہیمی میں ایک ہی گھر تھا جس کے مناسک کا نام حج تھا۔ ہیکل یروشلم کا تو اس وقت نام و نشان بھی نہ تھا۔ اس کا حج حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک ہزار سال بعد شروع ہوا۔ تورات میں بنی اسرائیل کے بعض تہواروں خصوصاً عید الاضحیٰ کی تقاریب کو حج کہا گیا۔ لیکن یہ استعمال بہت بعد میں شروع ہوا اور وہ بھی کعبۃ اللہ کے تتبع میں۔ اسرائیلی حج کعبۃ اللہ کے حج کے اظلال تھے۔ (اس موضوع پر ایک الگ مضمون کا انتظار فرمائیں)

قرآنِ حکیم کا دعویٰ ہے کہ جب کعبۃ اللہ مکمل ہو گیا تو خلیل اللہ پر اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ کا حکم نازل ہوا۔ یہ ناممکن تھا کہ آپ کی نسل اس حکم پر عمل پیرا نہ ہوتی۔ اسماعیلی نسل تو مکہ معظمہ کی پاسبان تھی۔ وہ تو حاجی تھی ہی۔ اسرائیلی نسل میں بھی حاجیوں کا ایک گروہ موجود تھا۔ تورات کی

[۱] Short Studies to The Seince of Comparative Religions. P. 546

یہ گواہی قرآنی صداقت کو نمایاں کر دیتی ہے پارسیوں کے
قدیم لٹریچر میں دساتیر شامل ہیں ۔ اس میں لکھا ہے ۔ کہ
ریگ زارِ عرب میں آباد کا بنا کردہ عبادت خانہ موجود
ہے ۔ اس میں بُت رکھ دیئے گئے ۔ ایک تازی مرد
پیغمبر بن کر پیدا ہوگا ۔ وہ ان بتوں کو اُٹھا دے گا ۔ اور
اس گھر کی طرف رُخ پھیر کر عبادت کرے گا ۔ پھر اس کے
پیرو کاروں کے ہاتھ پر فارس فتح ہوگا[1]

آباء پارسیوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام
کا نام ہے ۔ غالباً اسی روایت کی وجہ سے اہلِ فارس
بیت اللہ کے حج کے لئے آتے تھے ۔ ابنِ خلدون اپنے
مقدمہ میں لکھتے ہیں :-

الفرس کانت تحجّه وتقرب
الیه ۔ (ص ۱۹۳)

زیارت حج کے متعلق علامہ ابنِ خلدون کا تفصیلی
حوالہ ملاحظہ ہو :-

" پدر و فرزند دونوں نے مل کر مکہ معظمہ
میں ایک مختصر سی عمارت بنائی ۔ اور
لوگوں کو ہدایت کی کہ یہ بیت اللہ ہے
اس کا حج کیا کرو ۔ اس کے بعد ابراہیم
علیہ السلام تو واپس تشریف لے
گئے ۔ اسماعیل بدستور وہاں رہے ۔
جب ہاجرہ اور حضرت اسماعیل کی
وفات ہوئی تو فرزندانِ حضرت اسمٰعیل
علیہ السلام اپنے ننھیال و ماموؤں
کے ساتھ بیت اللہ کے متکفّل ہوئے
ان کے بعد عمالقہ نے یہ کام سنبھالا ۔
اور لوگ جوق در جوق حج کے لئے
آتے رہے ۔ کہتے ہیں کہ تبابعہ بھی حج
اور بیت اللہ کی تعظیم کیا کرتے تھے
اور تبابعہ میں سے کسی بادشاہ نے
اس پر غلاف بھی چڑھوایا ۔ اور اس
کو پاک صاف رکھنے اور قربانی کا حکم
دیا ۔ دروازہ لگا کر صاحبِ مفتاح
بھی مقرر کیا ۔
یہ بھی سُنا گیا ہے کہ اہلِ فارس
بھی حج کو یہاں آیا کرتے تھے اور
قربانی کیا کرتے اور نذریں چڑھاتے
تھے ۔ چنانچہ عبد المطلب کو چاہِ زمزم
صاف کراتے وقت دو سونے کے
ہرن ملے ۔ جن کی نسبت بیان کیا ۔ کہ
یہ اہلِ فارس کے چڑھاوے ہیں ۔"
(مقدمہ ابنِ خلدون ص ۱۹۳)

کلیم اللہ اور جلوۂ فاران

خلیل اللہ کی وفات پر سات صدیاں بیت
چکی ہیں ۔ کلیم اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعونِ
مصر کے دربار میں کھڑے ہیں ۔ ان کی درخواست
کے الفاظ عبرانی توریت میں محفوظ ہیں :-

" ہم اپنے جوانوں اور اپنے بوڑھوں
اپنے بیٹوں اور اپنی بیٹیوں ، اپنے

[1] دساتیر پارسیان نامہ ساسان اوّل ص ۱۸۸

گلوں اور اپنے گائے بیلوں سمیت
جائیں گے۔ ہم کو ضرور ہے کہ ہم خدا
یہواہ کا حج کریں۔" (خروج ۱۰/۹)
حج کے لئے کہاں جانا تھا؟ توراۃ میں لکھا ہے:۔
"خداوند اسرائیل کا خدا یوں فرماتا
ہے کہ میرے لوگوں کو جانے دے
تاکہ وہ بدبر (یعنی وادی غیر ذی زرع)
میں میرے لئے حج کریں۔" (خروج ۵/۱)
بائبل میں لکھا ہے کہ
بیابانِ عرب کا نام بدبر ہے۔ (یرمیاہ ۲/۲)
کتباتِ بابل نیز اور شمالی عرب کے صفوی کتبات
میں صحرائے عرب کو "مدبارو" کہا گیا۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی امت کو ساتھ
لے کر جب مصر سے نکلے تو (بہترین علماء کی تحقیق کے
مطابق) وہ شاہراہِ حج پر گامزن ہو گئے۔ وہ صحراء
کو عبور کر کے خلیج عقبہ کے کنارے پر پہنچے وہاں سے
(حج کے قافلوں کے نقشِ قدم پر) جنوب میں
ارضِ حجاز کی طرف مڑ گئے۔
توراۃ میں لکھا ہے کہ ان کا منتہائے سفر
بدبر فاران تھا۔ وہ فاران کے قادس میں پہنچے۔
پھر لکھا ہے کہ سینا اور فاران کے قادس
میں ان پر جلوۂ خداوندی کا ظہور ہوا۔
(گنتی ۱۰/۱۲، ۱۲/۱۶، ۱۳/۳-۲۶، استثنا ۳۳/۲، حبقوق ۳/۳)
قادس کے معنی عبرانی زبان میں "متبرک مکان"
"حرم" اور "مقدس جگہ" کے ہیں۔ فاران کا قادس
مکہ معظمہ اور کعبۃ اللہ ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے
کہ مکہ معظمہ کے اسماء میں سے ایک نام "القادس" ہے۔[1]
اہلِ توریت نے مندرجہ بالا روایات میں
اخفاءِ حق سے کام لیا۔ مختلف فیہا روایات توریت
میں درج کر دیں۔ جن سے مقامِ حج، فاران اور
قادس کے محلِ وقوع کے متعلق غایت درجہ اختلاف
پیدا ہو گیا۔ اس طرح یہ مقامات پردۂ اخفا میں
چھپ گئے۔[2]
عصرِ حاضر کے علماء نے ثابت کیا ہے کہ یہ تمام
مقاماتِ موسوی حجاز میں ہیں نہ کہ کنعان میں۔[3]
احادیث میں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی
امت کے حج کا بیان ہمیں ملتا ہے۔
بخاری شریف میں حضرت ابنِ عباسؓ سے
روایت ہے کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
"گویا میں اس وقت موسیٰ کو دیکھ رہا
ہوں کہ وہ وادی میں لبیک کہتے
ہوئے اُتر رہے ہیں۔"
(بخاری باب وجوب الحج وفضلہ)
طبرانی کی روایت ہے کہ
"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

---

[1] زیر آیت اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ
[2] الفرقان جون ۱۹۶۴ء میں مضمون "انبیاء بنی اسرائیل اور کعبۃ اللہ" میں تفصیل ملاحظہ ہو۔
[3] ملاحظہ ہو جیمس منٹگمری کی کتاب "اریبیا اینڈ بائبل"

صاف اور ٹھنڈا پانی صحت کے لئے بہت ضروری ہے۔ گرمی کے دنوں میں ٹھنڈا پانی بافراغت استعمال کرنا چاہیئے۔ جسے صاف اور شفاف پانی میسر آگیا اس کی صحت بہت اچھی رہتی ہے۔ گندے اور آلودہ پانی سے بہت سے امراض لاحق ہوجاتے ہیں خاص طور پر معدے اور آنتوں کی بیماریاں پیچھا نہیں چھوڑتیں

پھل اور تازہ سبزیاں صحت کے لئے اتنی ہی ضروری ہیں جتنی دوسری خوراک۔ ان میں بھی بہت سی حیاتین پائی جاتی ہیں۔ اور بہت سے نمک ملتے ہیں جن کے بغیر صحت قائم نہیں رہ سکتی۔ سبزیاں تازہ اور پکی ہوئی ہوں۔ یہ اُبال کر بھی استعمال کی جاتی ہیں اور کچی بھی۔ کچی سبزیاں صاف پانی سے خوب دھو کر استعمال کرنی چاہئیں ورنہ آنتوں کے کیڑے اور معدے کی دوسری بیماریاں لاحق ہونے کا ڈر رہتا ہے۔ تازہ پھل خدا کی نعمت ہیں ان کا جتنا زیادہ استعمال ہو اتنا ہی صحت کے لئے اچھا ہے مگر پھل نہ زیادہ پکے ہوئے ہوں اور نہ کچے اور کھانے سے پہلے صاف پانی سے خوب دھو لینے چاہئیں۔ بازاروں میں پھلوں پر مکھیاں عام طور پر بیٹھی رہتی ہیں اور انہیں غلاظت لگاتی رہتی ہیں اس لئے انہیں بغیر دھوئے اور صاف کئے کے کھانا فائدہ کی بجائے الٹا نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔

یہ بہت ضروری ہے کہ جس کھانے پر مکھیاں بیٹھ گئی ہوں اس کے کھانے سے پرہیز کیا جائے۔ کیونکہ مکھیاں بہت سی بیماریوں مثلاً ہیضہ، پیچش، اسہال، تپ محرقہ، پیٹ اور آنتوں کے کیڑوں کو پھیلانے کا باعث بنتی ہیں۔ اس لئے جہاں تک ہوسکے بازاری مٹھائیاں اور دوسرے ایسے کھانوں سے مکمل طور پر پرہیز کیا جائے۔ جن پر مکھیاں بیٹھتی ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ انسان اگر بازاری کھانا کھائے۔ تو اس کی صحت اکثر خراب رہتی ہے۔ اور اگر وہ گھر کی سادہ خوراک کھائے تو صحت اچھی ہوجاتی ہے کیونکہ گھر میں جو برتنوں کی صفائی کا خیال رکھا جاتا ہے۔ بازار اور ہوٹلوں میں اتنی صفائی نہیں رکھی جاسکتی۔

مٹھائی کا استعمال بہت کم ہونا چاہیئے کیونکہ اس کے زیادہ استعمال سے صحت خراب ہوجاتی ہے بازاری مٹھائی مکھیوں کے حملوں سے بہت کم بچائی جاتی ہے۔ اس لئے اگر مٹھائی کھانے کو دل کرے تو گھر میں صاف اور ستھری بنوا کر کھائی جائے۔

دودھ ایک قدرتی غذا ہے اور بچوں اور نوجوانوں کے لئے بہت ضروری ہے۔ اس کے استعمال سے بچوں کی ہڈیاں مضبوط ہوتی ہیں۔ دودھ تازہ اور ابال کر استعمال کرنا چاہیئے۔

نشہ آور چیزیں۔ سگریٹ تمباکو اور حقہ سراسر نقصان دہ چیزیں ہیں۔ ان سے بچنا چاہیئے۔ پان اور نسوار بھی دانتوں اور مسوڑھوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کا باقاعدہ استعمال بھی نقصان دہ ہے۔

آرام اور نیند:۔ آرام اور نیند بھی صحت

کے لئے اتنی ہی ضروری ہے جتنا کام۔ انگریزی کا مقولہ ہے "Early to bed and early to rise Makes a man Healthy wealthy and wise" یعنی جلدی سونے اور جلدی اٹھنے سے انسان صحت مند، امیر اور عقلمند بن جاتا ہے۔ یہ مقولہ بھی بالکل درست ہے اسلام نے بھی جلدی سونے اور علی الصباح بیدار ہونے پر زور دیا ہے۔ اس سے انسان سارا دن اپنے آپ کو ہشاش بشاش اور توانا محسوس کرتا ہے۔ جو دیر سے سوتے ہیں اور دیر سے اُٹھتے ہیں وہ سارا دن جمائیاں لیتے رہتے ہیں۔ سر درد کی شکایت کرتے ہیں۔ اور پژمردہ سے نظر آتے ہیں نوجوانوں کے لئے ۸ گھنٹے نیند کافی ہوتی ہے بچوں کے لئے زیادہ اور بوڑھوں کے لئے کم کی ضرورت ہے۔

آخر میں عرض ہے کہ بیکاری سب سے بڑی بیماری ہے۔ انسان کو کبھی بیکار نہیں رہنا چاہیئے۔ بلکہ سارا دن پورے انہماک اور کوشش سے اپنے کام میں صرف کرنا چاہیئے۔ کاہلی اور سستی سے طرح طرح کی بیماریاں لاحق ہوجاتی ہیں۔ اور عمر کم ہوجاتی ہے جو لوگ پوری محنت اور مشغولیت میں دن صرف کرتے ہیں۔ ان کی صحت اچھی رہتی ہے۔ اور لمبی عمر پاتے ہیں
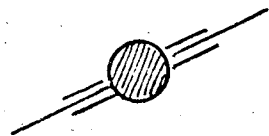
لیلۃُ القدر

(حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

ہر روز۔ روزِ عید ہے ہر شب، شب برات
جب حق کے ساتھ دل کے ہوں گہرے تعلّقات

بھیجا کرو رسولؐ کو تحفے درود کے
اس کے عوض میں پاؤ گے نوری تجلّیات

خالق سے لَو لگا کے۔ کرو دین کو درست
آگے بڑھو کہ ہیچ ہیں دُنیاوی رقبہ جات

عیسےٰؑ تو مرچکا ہے وہ پھر آئے گا نہیں
ملتا اسی سے ختمِ نبوّت کو ہے ثبات

اس میں نفاذ ہوگا ہر امرِ حکیم کا
شعبان پندرہ ہو کہ یا قدر والی رات

اکمل ہے عشرہ آخری ماہِ صیام کا
اب دیکھئے کہ ملتی ہے کس کس کو کیا برات

اُصولِ حیات

(چوہدری عبدالسلام صاحب اختر ایم اے)

اس حقیقت کو ہم نوا! مت بھول
ہے بشر فطرۃً ظلوم و جہول

واقعہ ہے کہ خلقِ عالم میں
کوئی بھی شے نہیں کہ جو ہو فضول

محوِ گردش ہے اپنے محور پر
عرش ہو فرش! پھول ہو کہ ببول

کون سمجھے نظامِ ہستی کا
کیا ہے یہ دامِ علّت و معلول

بے کلی سے شباب ہے دل کا
بے قراری ہے زندگی کا اصول

آدمی اس کشاکشِ غم میں
آپ فاعل ہے آپ ہے مفعول

خود ہی عالم ہے خود ہی ہے معلوم
خود ہی جاہل ہے خود ہی ہے مجہول

ایک غم ہے کہ بے نشاں ہے سدا
ایک دل ہے کہ مستقل ہے ملول

جانے کس کے خیال سے اختر
قصۂ دل نے اور کھینچا طول

بقیہ شان صحابہ کرامؓ

صحابہ کرام کی زندگیوں میں جو عظیم الشان انقلاب برپا ہؤا اس کا ذکر قرآن مجید نے بڑی تفصیل سے فرمایا ہے یہاں صرف چند امور کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) وہ قوم آگ کے کنارے پر کھڑی تھی قریب تھا کہ وہ اس میں گر کر ہلاک ہو جاتی مگر رحمتِ خداوندی نے ان کے دلوں میں وہ محبت اور الفت ڈال دی کہ اگر زمین کے تمام خزائن خرچ کئے جاتے تو وہ الفت اور محبت کا جذبہ اس اُجڈ اور گنوار قوم میں پیدا کرنا محال تھا۔ (۳/۱۰۴، ۸/۶۴)

(۲) صحابہ کرامؓ سراسر ایثار مجسم بن گئے۔ فرمایا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں نہ صرف اپنے اموال اور اولاد کی قربانی کی بلکہ اپنی جانیں بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیں۔ اور یہ تمام کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے انہوں نے کئے۔ (۵۹/۹)

(۳) انصار نے مہاجرین کی ہر قسم کی امداد فرمائی اور اپنے دلوں میں کسی قسم کی تنگی محسوس نہ کی اگرچہ وہ خود حاجتمند تھے مگر انہوں نے اپنے نفوس پر مہاجرین کو ترجیح دی۔ (۵۹/۱۰)

(۴) اور اپنے سابق بالایمان بھائیوں کے لئے دن رات دعائیں کرتے رہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضور یہ التجا بھی کرتے رہے کہ ہمارے دلوں میں ان کے متعلق کسی قسم کا کینہ اور بغض پیدا نہ ہو۔ (۵۹/۱۱)

(۵) اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان کو پیارا اور خوبصورت بنا دیا اور کفر اور خدا کی نافرمانی اور حدِ اطاعت سے خروج کرنا ایک مکروہ فعل بنا دیا۔ (۴۹/۸)

(۶) اور ان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اقامتِ صلوٰۃ سے خرید و فروخت غافل نہ کر سکی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مالی قربانیاں کرنے والے تھے اور باز پرس کے دن سے ہر وقت ترساں و لرزاں رہتے تھے۔

(۷) اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں اپنے ہاتھوں سے ایمان لکھ دیا اور اپنے کلام پاک سے تائید فرمائی۔ کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے مخالفوں سے ہر قسم کے تعلقات دینی منقطع کر لئے خواہ وہ ان کے بھائی تھے یا باپ اور ماں اور بیٹے تھے یا ان کے قبیلہ کے لوگ تھے۔ (۵۸/۲۳)

(۸) صحابہ کرامؓ کے دلوں میں کفرانِ نعمت کرنیوالوں کے خلاف جوش پایا جاتا تھا۔ لیکن آپس میں ایک دوسرے سے بہت ملاطفت کرنیوالے اور خالص توحید کے شیدا اور اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور اس کی خوشنودی کے حصول کے لئے ہر وقت کوشاں تھے ان کی پہچان ان کے چہروں کے سجدوں کے نشانات کے ذریعے ہر آن ہوتی تھی۔ (۴۸/۳۰)

(۹) صحابہ کرام اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں عار محسوس نہ کرتے تھے بلکہ ہر وقت اس کی تسبیح اور تحمید میں لگے رہتے تھے۔ (۷/۲۰۷)

(۱۰) صحابہ کرام نے جو عہد اللہ تعالیٰ سے کیا تھا وہ انہوں نے سچا کر دکھایا۔ بعض نے تو خدا تعالیٰ کی راہ میں لڑتے لڑتے جانیں قربان کر دیں۔ اور بعض ہر وقت اس انتظار میں رہتے تھے۔ کہ کب ہمیں جامِ شہادت نوش کرنے کا موقعہ نصیب ہوتا ہے۔ (۳۳/۲۴)

مذکورہ بالا آیات کا جو مفہوم بطور اختصار پیش کیا گیا ہے اس سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے

کہ صحابہؓ کرام کی زندگیوں میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا ہوگیا تھا اور اس کا انکار بڑے سے بڑے دشمنانِ اسلام بھی نہ کرسکے۔ بلکہ وہ اس اقرار پر مجبور ہوگئے کہ نبیٔ عرب کے ذریعہ اہلِ عرب میں حیرت انگیز انقلاب پیدا ہوگیا چنانچہ سر ولیم میور نے اپنی کتاب " لائف آف محمد" (صلے اللہ علیہ وسلم) میں لکھا ہے کہ:-

" اس وقت تک (یعنی ہجرت سے پہلے تیرہ سال کے عرصہ میں) محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے احکام ابھی تھوڑے اور سادہ تھے، مگر آپ کی تعلیم نے ایک حیرت انگیز اور زبردست تبدیلی پیدا کی۔ ابتدائی عیسائیت (یعنی حواریوں کے زمانہ) کے بعد کسی نے نہ دیکھا تھا۔ کہ اس طرح روحانی زندگی لوگوں میں پھونکی گئی ہو.... عیسائیت ہو یا یہودی مذہب یا کسی فلسفیانہ تحقیقات کا اہلِ عرب پر اس سے زیادہ اثر نہیں ہوا تھا جتنا ایک ٹھہری ہوئی جھیل یا تالاب کی سطح پر خفیف سی جنبش کسی جگہ پیدا ہوجاتی ہے اور باقی سارا پانی ساکن رہتا ہے..... ہجرت سے ۱۳ سال قبل مکہ اس گری ہوئی حالت میں بیجان کی طرح پڑا ہوا تھا۔ مگر اس ۱۳ سال کے عرصہ میں عجیب و غریب تبدیلی پیدا ہوگئی، کئی سو آدمیوں نے بُت پرستی کو ترک کردیا اور خدائے واحد کی پرستش اختیار کرکے دل و جان سے اس کلام کے پیرو ہوگئے جس کو وہ آسمانی وحی یقین کرتے تھے۔ کثرت سے اور تضرع و ابتہال سے خدا تعالےٰ کے حضور میں وہ دعائیں اور التجائیں کرتے اور خدا تعالےٰ کے رحم پر بھروسہ کرکے اپنے گناہوں کی معافی چاہتے۔ اعمال صالح بجا لاتے صدقہ و خیرات، پاکیزگیٔ اخلاق اور عدل و انصاف کی پابندی میں دن رات سرگرمِ عمل رہتے۔ خدا تعالےٰ کو حاضر و ناظر اور ہر بات پر قادر یقین کرتے اور اسی کو اپنا کارسازِ حقیقی سمجھتے، ہر ایک بات میں ان کو خدا کا ہاتھ نظر آتا تھا۔ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ان میں زندگی کی روح پھونکتے تھے۔ اور خدا تعالےٰ کے بعد وہ ہر ایک امر میں آپ کی پیروی بلا چون و چرا کرتے۔ مسلمانوں نے طرح طرح کی تکالیف کو بڑے صبر اور حسن فراخ حوصلگی سے برداشت کیا...... وہ نہایت قابلِ آفرین ہے یکقلم مرد و عورت نے اپنے وطن مالوف (مکّہ) کو چھوڑ کر حبشہ میں جاکر پناہ لی۔ مگر اسلام کو نہ چھوڑا.... خود آنحضرت (صلے اللہ علیہ وسلم) اپنے پیارے شہر سے اور اس کے مقدس مقامات سے ہجرت کرکے مدینہ کی طرف جارہے تھے۔ اگرچہ مکہ سے بڑھ کر روئے زمین پر اُنکے لئے کوئی مقدس جگہ نہ تھی۔ اور مدینہ میں بھی وہی جادو اثر تعلیم دو تین سال سے ایک بھائیوں کی جماعت ان کے لئے تیار کررہی تھی۔ جو نبی کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) اور آپکے صحابہ کی حفاظت کیلئے اپنے خون بہا دینے کے لئے تیار رہتی۔ مدینہ والوں کے کانوں میں ایک مدّت دراز سے یہودی تعلیم کی آواز گونج رہی تھی مگر وہ نہ جاگے جب تک نبیٔ عرب (صلے اللہ علیہ وسلم) کی روح ہلا دینے والی آواز کو انہوں نے نہ سُنا۔ اب وہ ناگہاں خوابِ غفلت سے اُٹھ کھڑے ہوتے اور ان میں ایک نئی زندگی اور نئی روح پیدا ہوگئی۔" (لائف آف محمدؐ بحوالہ ریویو جلد ۸)

پس صحابہ کا مقام اور ان کی شان عیاں ہے ٭

صلے اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ اور تعلیم و تربیت کی وجہ سے ایک عظیم الشان انقلاب پیدا ہوگیا۔ وہ جو حیوانوں سے بدتر تھے وہ انسان بن گئے اور انسان سے با اخلاق انسان بن گئے اس امر کی تائید نہ صرف قرآن مجید بلکہ دشمنانِ اسلام کے بیانات سے بھی ہوتی ہے۔ حضرت مسیحؑ نے فرمایا۔ کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ پس صحابہ کرامؓ کی یہ پاکیزہ زندگی حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیر معمولی قوتِ قدسیہ کا نتیجہ تھی۔ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

کتابوں کی فہرست

۱۔ حیات طیبہ (سوانح حضرت بانی سلسلہ احمدیہ) ۶—۰۰
۲۔ حیات نور (سوانح حضرت مولانا نورالدینؓ) ۱۰—۰۰
۳۔ تحریری مناظرہ (عیسائیوں سے) ۱—۵۰
۴۔ کلمۃ الحق (شیعوں سے) ۰—۷۵
۵۔ مباحثہ مصر (اردو) (تردید عیسائیت) ۰—۶۲
۶۔ ،، ،، (انگریزی) ،، ۱—۲۵
۷۔ القول المبین (ختم نبوت پر لاجواب کتاب) ۲—۰۰
۸۔ احکام القرآن ۳—۵۰
۹۔ مذہب کے نام پر خون (اعلیٰ کاغذ) ۱—۷۵
،، ،، (ادنیٰ کاغذ) ۱—۵۰
۱۰۔ درد و درماں ۱—۲۵
۱۱۔ سیرت احمد (اعلیٰ کاغذ) ۲—۰۰
،، ،، (ادنیٰ کاغذ) ۱—۵۰
۱۲۔ شانِ خاتم النبیینؐ (ختم نبوت پر مفید کتاب) ۱—۵۰
۱۳۔ قولِ بلیغ (اعتراضات کے جوابات) ۱—۵۰
۱۴۔ حضرت مسیح کشمیر میں ۱—۵۰
۱۵۔ انعامات خداوند کریم ۳—۰۰
۱۶۔ زندہ خدا کے زندہ ثبوت ۰—۵۰
۱۷۔ میری داستان ۱—۵۰
۱۸۔ ظہور احمد موعود ۱—۵۰
۱۹۔ فقہ احمدیہ (شمع حرم مع قندیل حرم) ۳—۰۰
۲۰۔ جاء الحق ۰—۵۰
۲۱۔ شہداء الحق ۱—۰۰
۲۲۔ نور احمد ۰—۳۱
۲۳۔ روحِ اسلام بانعمتِ الہام ۰—۱۲
۲۴۔ حقیقۃ الشہادتین ۰—۵۰
۲۵۔ حیاتِ قدسی ۱—۰۰
۲۶۔ پاکستان کے گوردوارے ۰—۷۵
۲۷۔ ہمارا آقا (مجلد) ۲—۰۰
۲۸۔ درثمین عکسی اعلیٰ جلد ۲—۰۰
،، ،، عام جلد ۱—۵۰
۲۹۔ کلامِ بشیر ۰—۲۵
۳۰۔ ایمان کی باتیں ۱—۰۰
۳۱۔ صحائف قمران ۱—۵۰
۳۲۔ آپ بیتی مجاہد بخارا (اعلیٰ کاغذ) ۲—۵۰
،، ،، ادنیٰ کاغذ ۲—۰۰
۳۳۔ حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے ۱—۰۰
۳۴۔ سیرت حضرت ام المومنینؓ ۴—۵۰
۳۵۔ حیات بشیر (از جناب شیخ عبدالقادر صاحب) ۸—۰۰
۳۶۔ کلام محمود ۱—۲۵
۳۷۔ حیات قمر الانبیاء (از جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی) ۳—۰۰
۳۸۔ مباحثات نیروبی ۱—۵۰
۳۹۔ موجودہ عیسائیت کا تعارف ۰—۱۲
۴۰۔ عیسائیت نمبر الفرقان ۱—۲۵
۴۱۔ امامت نمبر الفرقان ۱—۲۵
۴۲۔ حضرت حافظ روشن علی نمبر الفرقان ۱—۰۰
۴۳۔ حضرت میر محمد اسحٰق نمبر ،، ۱—۵۰
۴۴۔ درویشان قادیان نمبر ،، ۲—۵۰
۴۵۔ قمر الانبیاء نمبر اعلیٰ کاغذ ۲—۰۰
۴۶۔ خلافتِ حقہ ۰—۵۰
۴۷۔ اسلام پر ایک نظر ۰—۶۲
۴۸۔ قبول احمدیت کی داستان ۰—۲۵

منیجر مکتبہ الفرقان۔ ربوہ

تحریک دعا

الفرقان کے خاص معاونین

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان بزرگوں اور بھائیوں اور دوستوں کو جزائے خیر بخشے انہوں نے الفرقان کی دس سالہ تحریک میں حصہ لیکر اعانت فرمائی جزاہم اللہ خیرًا - احباب سے بھی انکے لئے درخواست دعا ہے - ایڈیٹر

ربوہ دارالہجرت

- سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ
- حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب
- حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ
- حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب
- حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری
- حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب بھٹی
- جناب چوہدری محمد شریف صاحب خالد ایم اے
- جناب نذیر احمد صاحب ثاقب ایم ایس سی
- جناب چوہدری یحیی احسن صاحب باجوہ
- جناب ڈاکٹر محمد جی صاحب بلیغہ آفیسر
- جناب قریشی عبد الرشید صاحب بی اے - ایل ایل بی
- جناب چوہدری محمد لطیف صاحب ایم اے فانا
- جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب سابق مبلغ افریقہ
- حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری

قادیان دارالامان

- حضرت مولوی عبد الرحمن صاحب امیر جماعت
- جناب صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب
- جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی مرحوم
- جناب چوہدری سعید احمد صاحب بی - اے
- جناب چوہدری محمد عبد اللہ صاحب
- جناب ماسٹر محمد ابراہیم صاحب

- جناب سید شہامت علی صاحب ساہنہ زتن
- جناب حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپوری
- جناب مسعود احمد صاحب انبیس "
- جناب ڈاکٹر بشیر احمد صاحب آئی سپیشلسٹ
- جناب ڈاکٹر عطر دین صاحب
- جناب حکیم چوہدری بدر الدین صاحب عالی
- جناب چوہدری منور علی صاحب فوٹوگرافر
- جناب عبید الرحمن صاحب فانی
- جناب چوہدری عبد القدیر صاحب

ضلع جھنگ

- جناب میاں بشیر احمد صاحب امیر جماعت
- جناب ملک محمد حیات صاحب نسوآنہ
- جناب چوہدری عبد العلیم خانصاحب فاضل
- جناب حافظ مبارک علی خان صاحب
- ولد احمد علی خانصاحب چنیوٹ

ضلع سرگودھا

- جناب مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت
- جناب حافظ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب
- جناب چوہدری جلال الدین صاحب چک ۳۳ جنوبی
- جناب شیخ محمد اقبال صاحب پراچہ
- جناب شیخ عبد الرحمن صاحب آڑھتی۔
- جناب میجر شمیم احمد صاحب جوہر آباد

ضلع لاہور

- جناب چوہدری اسد اللہ خانصاحب امیر جماعت
- جناب شیخ بشیر احمد صاحب سابق جج ہائیکورٹ
- جناب چوہدری محمد شریف صاحب کمیشن ایجنٹ منڈی
- جناب خواجہ محمد شریف صاحب برانڈرتھ روڈ
- جناب امیر الدین صاحب رتن باغ
- جناب ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب
- جناب چوہدری فتح محمد صاحب لاہور بریکیج ٹرانسپورٹ
- جناب محمد ابراہیم صاحب ریاض ریلوے پوسٹ سروس
- جناب چوہدری اعجاز نصر اللہ خانصاحب ایڈووکیٹ
- جناب چوہدری نور احمد صاحب گوالمنڈی
- جناب سراج الدین صاحب نسبت روڈ
- جناب چوہدری عبد الحکیم خانصاحب میکلوڈ روڈ
- جناب سردار بشیر احمد صاحب ایس - ڈی او
- جناب قریشی محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ
- جناب چوہدری عبد الحمید صاحب ماڈل ٹاؤن
- جناب ڈاکٹر محمد عبد الحق صاحب ایم بی بی ایس
- جناب ملک عبد اللطیف صاحب ستکوہی
- جناب حافظ عبد الکریم صاحب فضل
- جناب محمد عثمان صاحب بخشی مینشن
- جناب ایس - یوشیخ صاحب کوتنر
- مینجنگ ڈائریکٹر کوتنر کمپنی لمیٹڈ

- جناب حکیم سراج الدین صاحب بھاٹی گیٹ
- جناب ڈاکٹر احسان علی صاحب میکلوڈ روڈ
- جناب مسٹر اے بھٹی صاحب مال روڈ
- جناب شیخ بشیر احمد فضل احمد صاحبان سیم
- جناب رشید احمد صاحب ملک
- جناب صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب
- جناب خانصاحب میاں محمد یوسف صاحب
- جناب مرزا عبد الرحمن صاحب تاجر مرحوم
- جناب شیخ محمد شریف صاحب سمن آباد "
- جناب ماسٹر حسن دین صاحب ادی پارک
- جناب چوہدری فضل الرحمن صاحب مال روڈ
- جناب شیخ بشیر احمد صاحب ٹھیکیدار
- جناب چوہدری عزیز احمد صاحب ریٹائرڈ
- جناب عبد الرشید صاحب فرنیچر جسونت بلڈنگ
- جناب چوہدری منور لطف اللہ صاحب ایڈووکیٹ
- جناب حضرت اللہ پاشا صاحب ایم - اے
- جناب خواجہ امیر بخش صاحب آف آسٹریلیا
- جناب چوہدری منور احمد صاحب مال روڈ۔
- محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری عزیز احمد صاحب

راولپنڈی

- جناب سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب چھاؤنی
- جناب شیخ غلام حیدر صاحب کالج روڈ
- جناب صوفی محمد شفیع صاحب صدر

چوہدری میجر عزیز احمد صاحب
بٹن اے۔ بی۔ زبیڈ احمد صاحب
بیمی انکے بیگم صاحبہ جناب میاں حیات محمد صاحب
ٹی گیٹ ۔ رفیق احمد صاحب دہلوی منیا محلہ
ڈر روڈ ۔ محی الدین صاحب بابارو ڈا روڈ
روڈ کیپٹن محمد اسحٰق صاحب مری روڈ
سمن آبا محمد یونس صاحب فاروق سیٹلائٹ ٹاؤن
ب سید مقبول احمد صاحب ڈلہوزی روڈ
حب ۔ منظور علی صاحب سیٹلائٹ ٹاؤن
صاحب ب ملک منظفر احمد صاحب کالج روڈ
سر مرحوب ایم۔ اے غنی صاحب بی۔ اے
" ب ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب خاکی بی۔ اے
پارک ب قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی
روڈ ب قاضی عبدالسلام صاحب بھٹی آف نیروبی
بیدار ب چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ
ڈ جج ب صاحبزادہ مرزا منظفر احمد صاحب
ن بلڈنگ ب میاں ضیاء الدین صاحب
ایڈووکیٹ

ضلع ملتان

۱ے ب ایک عمر علی احمد صاحب مرحوم
سٹر لیاب ڈاکٹر عبدالکریم صاحب امیر جماعت
ڈ۔ اب پیر نصیر احمد صاحب ریڈیو فورمین
رصاحب اب چوہدری عبدالحفیظ صاحب ایڈووکیٹ
اب ماسٹر نواب دین صاحب ایم۔ اے
بی
ج روڈ جناب ڈاکٹر رفیق احمد صاحب ایم بی بی ایس
درہ ایوال

• جناب شیخ محمد اسلم محمد سلیم صاحبان کمیشن ایجنٹ
• جناب شیخ محمد منیر صاحب احمد۔ ڈینا پور
• جناب چوہدری منور احمد خانصاحب حرم گیٹ
• جناب چوہدری محمد اکرام اللہ صاحب ادیگار بیڈی کمپنی
• جناب حکیم انور حسین محمود احمد صاحبان
دواخانہ دارالشفاء خانیوال
• جناب سیٹھ اللہ جوایا صاحب حسین آگاہی
• جناب چوہدری عبداللطیف صاحب
• جناب بشارت احمد صاحب باجوہ اوورسیر
• جناب چوہدری شریف احمد ولی محمد صاحبان خانیوال
• جناب شیخ عبدالغفور صاحب پٹواری نہر

ضلع شیخوپورہ

• جناب چوہدری انور حسین صاحب ایڈووکیٹ
• جناب شیخ محمد بشیر صاحب آزاد انبالوی رائس ڈیلر
منڈی مرید کے۔
• جناب حافظ عبدالواحد صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی
• جناب ڈاکٹر عمر الدین صاحب زون ملیریا آفس

ضلع گوجرانوالہ

• جناب عبدالرحمٰن صاحب آیر منیجر سنگر مشین
• جناب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب اگورا وزیر آباد
• جناب میاں برکت علی غلام علی صاحبان "
• جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب اینڈ برادرز "
• جناب ملک منظور احمد صاحب لاہوری گیٹ "
• جناب چوہدری محمد شریف صاحب فیروز والہ
• جناب میاں محمد شریف صاحب باغبانپورہ

• جناب چوہدری عبدالحمید صاحب تھانہ بازار
• جناب چوہدری مقبول احمد صاحب انسپکٹر ریلوے
• جناب سید سجاد حیدر صاحب قانونگو (ربوہ)
• جناب میاں محمد خاں اکبر علی صاحبان وزیر آباد
• جناب میاں عنایت اللہ صاحب فاروق نظام آباد
• جناب بشیر احمد صاحب ایگز یکٹو انجینئر
• جناب میاں قمر الدین صاحب کھوکھر مرحوم گوجرانوالہ
• جناب چوہدری پیر محمد صاحب ہیڈ کلرک
• جناب چوہدری عزیز اللہ خانصاحب

ضلع جہلم

• جناب سیٹھی خلیل الرحمٰن صاحب مشین محلہ
• جناب سیٹھی عبدالحق صاحب مین بازار
• جناب حوالدار مبارک احمد صاحب چکوال

ضلع گجرات

• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ
امیر جماعت احمدیہ گجرات
• جناب چوہدری عبدالمالک صاحب شاہد کھاریاں
• محترمہ بیگم صاحبہ جناب سید عبدالعزیز صاحب
منڈی بہاؤالدین۔
• جناب مرزا صفدر جنگ ہمایوں صاحب ملکوال

ضلع سیالکوٹ

• جناب چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ ایڈووکیٹ
• تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں بذریعہ جناب
بابو قاسم الدین صاحب امیر جماعت
• جناب حکیم سید بیر احمد شاہ صاحب

• جناب چوہدری عبدالستار صاحب درگانوالی
• جناب میاں سلطان احمد خانصاحب منڈیکے گورایہ
• جناب محمد علی صاحب ڈسپنسر کوٹ نیناں
• جناب چوہدری غلام حسین صاحب گوہد پور
• جناب خواجہ عبدالرحمٰن صاحب ٹھیکیدار
• جناب چوہدری خالد سیف اللہ خانصاحب
• جناب میجر چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ
• جناب رانا عبدالحمید خانصاحب کنجرور

کوئٹہ

• جناب شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ
• جناب شیخ کریم بخش صاحب مرحوم
• جناب شیخ محمد اقبال صاحب جناح روڈ
• جناب شیخ عبدالاحد صاحب تاجر
• مجلس خدام الاحمدیہ شارع فاطمہ جناح
• جناب الحاج خلیفہ عبدالرحمٰن صاحب
• جناب محمد عبدالحق صاحب جنجوعہ میڈیکل ہال
• احمدیہ پبلک لائبریری شارع فاطمہ جناح
• جناب خاں عبدالوحید خانصاحب
• جناب ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب ڈی۔ ایچ۔ پی
• جناب ڈاکٹر میجر سراج الحق خانصاحب
• جناب سیٹھ محمد سعید صاحب
• جناب ماسٹر عبدالکریم صاحب
• جناب سید قربان حسین شاہ صاحب
• جناب چوہدری محمود احمد صاحب
• جناب عطاء الحق خانصاحب منفعی روڈ

اضلاع سابق صوبہ سندھ

• جناب چوہدری سلطان علی صاحب محراب پور
• جناب نصیر احمد خانصاحب ناصر خانپور
• جناب حاجی عبدالرحمٰن صاحب رئیس باندھی
• جناب محمد عبداللہ صاحب " "
• جناب علاؤ الدین صاحب گوٹھ علاؤ الدین
• جناب چوہدری عطا محمد صاحب گوٹھ امام بخش
• جناب " غلام نبی صاحب
• جناب " محمد عبداللہ صاحب
• جناب " برکت علی صاحب
گوٹھ سردار محمد پنجابی
• جناب حاجی کریم بخش صاحب گوٹھ قمر آباد
• جناب رئیس عبدالحمید صاحب باندھی
• جناب ڈاکٹر فقیر محمد صاحب
• جناب ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب نواب شاہ
• جناب سیٹھ محمد دین صاحب مرحوم
• جناب چوہدری صادق احمد صاحب دریا خاں مری
• جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب
پریذیڈنٹ نواب شاہ
• جناب چوہدری ننھے خاں صاحب
• جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب صدیقی
امیر جماعت احمدیہ میرپور خاص
• جناب چوہدری غلام رسول صاحب
• جناب بابو عبدالغفار صاحب حیدر آباد
• مجلس خدام الاحمدیہ گوٹھ جمال پور

• جناب چوہدری شاہ دین صاحب
گوٹھ شاہ دین
• جناب فضل الرحمٰن خانصاحب۔
زیل پاک سیمنٹ فیکٹری حیدر آباد
• جناب ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب رحیم آباد
• جناب چوہدری فضل احمد صاحب
پریذیڈنٹ جماعت رحیم یار خاں
• جناب حاجی قمر الدین صاحب گوٹھ قمر آباد
• جناب چوہدری شریف احمد صاحب کنری
• جناب مولوی عبدالحق صاحب "
• جناب چوہدری رحمت اللہ صاحب ڈیرہ نواب شاہ
• جناب چوہدری محمد اکرام صاحب شاہ لطیف آباد
• جناب ملک رشید الدین صاحب خیرپور

بہاولپور

• جناب عزیز محمد خانصاحب بہاولپور
• جناب مولوی غلام نبی صاحب ایاز
• جناب چوہدری غلام احمد صاحب اشرف

کراچی

• جناب شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ
• جناب سردار بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ
• جناب ملک مبارک احمد صاحب
• جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب کامٹی والے
• جناب چوہدری غلام احمد صاحب فردوس کالونی
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب منیر
• جناب میاں عطاء الرحمٰن صاحب طاہر

• محترمہ والدہ صاحبہ شیخ محمد رفیق صاحب
ایشو افریقن کمپنی کراچی
• جناب حافظ عبدالغفور صاحب ناصر
• جناب چوہدری مسعود احمد صاحب خورشید
• جناب چوہدری محمد خالد صاحب
• جناب شیخ عبدالحفیظ صاحب ۳ مارکیٹ روڈ
• جناب محمد شریف صاحب چغتائی
• محترمہ انور سلطانہ صاحبہ بیگم ایم اے ارشاد صاحب
• جناب عبدالرزاق صاحب مہتہ
• جناب عبدالقاسم صاحب بنگالی
• جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے لاہور
• جناب مولوی صدر الدین احمد صاحب
• محترمہ حمیدہ بیگم اہلیہ مولوی صدر الدین احمد صاحب
• جناب میجر محمد عبداللہ صاحب مہار
• جناب ملک رشید احمد صاحب بندر روڈ
• جناب چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب
• جناب چوہدری شاہ نواز خانصاحب
شاہ نواز لمیٹڈ
• جناب چوہدری احمد مختار صاحب المختار لمیٹڈ
• جناب چوہدری آفتاب احمد صاحب وکٹوریہ روڈ
• جناب چوہدری احمد جان صاحب اکبر منزل
• جناب میجر عبداللطیف صاحب بیرکینٹ
• جناب چوہدری شریف احمد صاحب ڈرائیج
• جناب عبدالرحیم صاحب مدہوش مارٹن روڈ
• جناب مولوی عبدالمجید صاحب دہلوی نائب امیر جماعت

• جناب بشیر احمد صاحب ڈرائیور
• جناب حاجی شیخ رشید احمد صاحب
• جناب مرزا محمد رفیق صاحب چغتائی ناظم آباد
• جناب مرزا عبدالوحید صاحب لیاری کوارٹرز
• محترمہ انور بیگم صاحبہ اہلیہ فضل حق خانصاحب
• جناب ملک منیر احمد صاحب قیصر سینما
• جناب سعید احمد خانصاحب

بہاول نگر

• جناب چوہدری غلام مصطفیٰ احمد دین صاحب
چک ۱۸۴/L.R
• جناب چوہدری غلام نبی صاحب گرداور
سوڈابستی
• جناب چوہدری غلام قادر صاحب اینڈ کمپنی ہارون آباد
• جناب چوہدری علم دین صاحب کمیشن ایجنٹ
ہارون آباد۔
• جناب مولوی محمد شفیع صاحب دکاندار چک L.R
• جناب چوہدری عبدالعزیز صاحب باجوہ
ہارون آباد
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب چک L.R

پشاور

• جناب محمد سعید احمد صاحب نشتر آباد
• جناب الحاج نوابزادہ محمد امین خانصاحب
• جناب مولوی خلیل الرحمٰن صاحب فاضل پشاور

لائلپور

• جناب صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب

اب مبارک علی صاحب راجباہ روڈ
حب اب مولوی برکت علی صاحب لائق لدھیانوی
آباد نوم جڑانوالہ
وارڈ اب الحاج شیخ عبداللطیف صاحب
نصاحب اب رانا محمد نعیم صاحب لیڈر رانا چراغدین
ینما حب ۲۹۴ گ - ب

دیگر اضلاع

اب چوہدری محمد شریف صاحب امیر جماعت منٹگمری
احباب محمد مستقیم صاحب ایڈووکیٹ ،،
اب شیخ محمد صاحب سکول رینالہ اسٹیٹ
ادر اب سید بشیر احمد شاہ صاحب مانسہرہ
اب سردار امیر محمد خانصاحب تیمرانی
رون اب مختار احمد صاحب بٹ کوٹلی
ز اب محمد منظور احمد صاحب ایڈووکیٹ کوٹلی
اب محمد لطیف صاحب دکاندار ،،
اب سید محمد حسین شاہ صاحب ،،
باجواب قاضی برکت اللہ صاحب ایم - اے
ت پرنسپل گورنمنٹ کالج میرپور آزاد کشمیر
اب میجر حمید احمد صاحب کلیم ،، ،،
اب ڈاکٹر مرزا عبدالرؤف صاحب کیمبلپور
د اب چوہدری محمد شریف صاحب منٹگمری

مشرقی پاکستان

ادر اب مولوی ابوالصلاح محمد صاحب بی - اے
رجماعت احمدیہ مشرقی پاکستان
ب ایس - ایم حسن صاحب ڈھاکہ

• جناب قاضی خلیل الرحمٰن صاحب خادم
بخشی بازار روڈ
• جناب محمد سلیمان صاحب ڈھاکہ
• جناب مولوی ابوالخیر محب اللہ صاحب محمود نگر
• جناب صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب ڈھاکہ
• جناب ڈاکٹر عبدالصمد صاحب ڈی پی - ایچ
نارائن گنج۔
• جناب شیخ عبدالحمید صاحب ڈھاکہ
• جناب چوہدری انور احمد صاحب کاہلوں نارائن گنج
• جناب چوہدری سیف اللہ خانصاحب سیفی
• جناب ملا فضل کریم صاحب
• جناب چوہدری عزیز احمد صاحب شاہ نواز
لمیٹڈ ڈھاکہ
• جناب ملک محمد طفیل صاحب ڈھاکہ
• جناب محمد حبیب اللہ صاحب نارائن گنج
• جناب شیخ ظفر احمد صاحب میاں اینڈ کمپنی
ڈھاکہ
• جناب سید میجر ضیاء الحسن صاحب چٹاگانگ
• جناب چوہدری احسان اللہ صاحب ،،
• جناب میاں محمد انور ڈاکٹر محمد شفیق صاحبان
چٹاگانگ
• جناب احمد علاؤالدین صاحب چٹاگانگ
• محترمہ محمودہ بیگم سعدی صاحبہ ،،
• جناب محمد اسحٰق صاحب قریشی ،،
• جناب سید سہیل احمد صاحب چٹاگانگ ڈپٹی ڈائریکٹر
ڈھاکہ

• میجر جی - ایم اقبال صاحب چٹاگانگ

بھارت

• جناب مولٰنا محمد سلیم صاحب کلکتہ
• جناب مولٰنا بشیر احمد صاحب، دہلی
• جناب محمد صدیق صاحب فانی - پونچھ
• جناب میاں محمد حسین صاحب کلکتہ
• جناب مفضل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ پٹنہ
• کمال الدین صاحب مدراسی
• جناب محمد عبداللہ صاحب بی ایس سی
ایل ایل بی حیدرآباد
• جناب مولوی سراج الحق صاحب حیدرآباد دکن
• جناب صدیق امیر علی صاحب مالابار
• جناب میاں محمد عمر صاحب پنجاب ہاؤس کلکتہ
• جناب میاں محمد بشیر صاحب سہگل ،، ،،
• جناب سیٹھ محمد الیاس صاحب حیدرآباد دکن
• جناب مولوی محمد شمس الدین صاحب کلکتہ۔
• جناب سیٹھ معین صاحب جنیتہ کنٹہ
• جناب بابو تاج دین صاحب سرینگر
• جناب سید بشیر الدین صاحب کلکتہ
• جناب سیٹھ محمد صدیق صاحب کلکتہ
• جناب محمد مجید صاحب سولیجہ کانپور
• جناب محمد عبدالغنی صاحب جنیتہ کنٹہ

لنڈن

• جناب چوہدری عبدالرحمٰن خانصاحب
• جناب عبدالعزیز - عزیزدین صاحب
• جناب خان بشیر احمد صاحب رفیق
نائب امام مسجد لنڈن

دیگر ممالک

• جناب صالح الشبیبی النهدی صاحب
سورابایا - انڈونیشیا۔
• محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ اہلیہ مکرم
صالح الشبیبی صاحب
• جناب چوہدری نذیر احمد صاحب ایم ایس سی
کماسی، غانا۔
• جناب مسٹر ناظم خانصاحب غوری مشرقی افریقہ
• جناب افتخار احمد صاحب ایاز یکوبہ
• جناب ایم - کے ظفر صاحب ایم بی بی ایس
ٹابورہ ٹانگانیکا۔
• جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر
روزہل ماریشس حال ربوہ
• جناب چوہدری عبدالستار صاحب کویت
• جناب ایم - اے ہاشمی صاحب ،،
• جناب سید عبدالرحمٰن صاحب امریکہ
• احمدیہ مسلم مشن نائیجیریا۔
• جناب حکیم طاہر محمد صاحب سنگاپور
• جناب عبدالغفور رحمٰن بخش صاحب امریکہ
• جناب عبدالعزیز رحمٰن بخش ،، ،،
• جناب ایم - والٹی ندیم صاحب نیروبی
• ڈاکٹر خلیل احمد صاحب ناصر گرین وال امریکہ
• جناب ڈاکٹر ایس - اے لطیف صاحب عدن

(مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ طابع و ناشر۔ ابو العطاء جالندھری۔ مقام اشاعت:۔ دفتر الفرقان - ربوہ)

تفہیمات ربّانیہ، ایک نادر تحفہ

از جناب مولانا محمد منوّر صاحب فاضل انچارج احمدیہ مشن ٹانگانیکا مشرقی افریقہ

"میرے والد محترم چوہدری غلام احمد صاحب پوسٹل کلرک اپنے فارغ اوقات تبلیغ میں صرف کرتے تھے۔ سُنّی علماء سے بحث کے دوران وہ تفہیمات ربانیہ سے کثرت سے استفادہ کرتے اور بڑے شوخ اور دریدہ دہن مولویوں کے بھاری اور مشکل اعتراضات کے شافی جوابات دے کر اُنکی تسلّی کرا دیتے تھے۔ مَیں بھی اس عظیم الشان کتاب کے بعض حصّے پڑھتا، اور اس کا مطالعہ میرے ایمان میں پختگی کا باعث ہوتا۔ بعد میں جامعہ احمدیہ قادیان میں تعلیم حاصل کرنے کے ایام میں مَیں نے "تفہیمات ربانیہ" کا بالاستیعاب مطالعہ کیا اور اسے از حد مفید پایا۔ تبلیغی ذوق رکھنے والوں کیلئے یہ ایک نادر تحفہ اور عمدہ ساتھی ہے۔ کیونکہ غیر احمدی مولوی صاحبان کے قریباً تمام مایۂ ناز اعتراضات کا تحقیقی، علمی اور الزامی جواب دے دیا گیا ہے۔

اعتراضات کے جوابات کے ضمن میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن، آپ کے کام، معجزات اور تعلیم پر بھی عمدہ بحث آ گئی ہے۔ اس لحاظ سے اس کتاب کا مطالعہ ہماری نئی نسل کے لئے علمی اور تربیتی تکمیل کا باعث ہو گا۔ اور ان کے ایمان کو جلا بخشے گا۔

میرے لئے سب سے زیادہ دلکشی اسکے پُر جوش اندازِ تحریر میں تھی۔ تفہیمات ربانیہ کی تصنیف کے وقت میرے محترم اُستاد حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری کی بھرپور جوانی کا عالم تھا۔ اس پر حضرت حافظ روشن علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے فاضل علامہ اور کامیاب مناظر و مباحث کی تربیت نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا جس کے نتیجہ میں یہ علم و ادب کا شہ پارہ وجود میں آیا۔ مَیں نے جب بھی اس کا مطالعہ کیا، دِل میں سرور اور رگ و پے میں ایمانی ولولہ سرایت کرتا محسوس کیا۔

مجھے خوشی ہے کہ کئی سال تک نایاب رہنے کے بعد یہ بلند پایہ اور قیمتی خزانہ اب پھر دستیاب ہونے کو ہے۔ طبع ثانی میں نئے اعتراضات کے جوابات کا اضافہ اسکی افادیت میں چار چاند لگا دیگا۔ ٹانگانیکا (مشرقی افریقہ) کے ایشین احباب کے لئے مَیں نے فی الحال اسکے دس نسخوں کا آرڈر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فاضل مصنّف کی عمر میں غیر معمولی برکت دے کر انہیں ہمارے اور ہمارے عزیزوں اور نوجوانوں کے دل و دماغ کو آتشِ ایمان سے گرمانے کی توفیق بخشے۔ تا ہم سب علمی و رُوحانی دلائل کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر اسلام کا دفاع کر سکیں اور حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوحانی بادشاہت دُنیا کے گوشہ گوشہ میں قائم کر سکیں۔

خاکسار محمد منور

ایک رائے

"تفہیماتِ ربّانیہ"

جناب مولانا محمد صادق صاحب سابق مجاہد سماٹرا کے قلم سے

تصنیف لطیف مولانا ابو العطاء صاحب فاضل زادہ اللہ مجداً و رفعۃً

میں نے اِس کتاب کو شروع سے لیکر آخر تک پڑھا ہے۔ یہ کتاب "عشرۂ کاملہ" کے جواب میں لکھی گئی تھی، کتاب کی ضخامت کو دیکھکر جو سینکڑوں صفحات پر مشتمل ہے۔ ایک عام آدمی پہلے گھبراہٹ محسوس کرتا ہے، لیکن جونہی وہ اس کا مطالعہ شروع کرتا ہے' اسکے پڑھنے کا شوق بڑھتا ہی چلا جاتا ہے کیونکہ

— اسکے الفاظ نہایت شستہ اور دلائل نہایت پختہ ہیں۔ مولانا کی خداداد قابلیت اور ٹھوس علمیت کے سبب کتاب کی اتنی بڑی ضخامت کے باوجود کسی کو آپکے قلم کی رکاوٹ اور دماغ کی تھکاوٹ کا احساس نہیں ہوتا۔ اور کوئی شخص اسکے مطالعہ کے وقت اپنی طبیعت کے اندر کسی قسم کی اکتاہٹ اور ملال نہیں پاتا۔

— ایک سوال کے متعدد جواب جن میں سے اکثر تحقیقی اور بعض الزامی بھی ہیں اپنے تنوع کی وجہ سے دماغی تھکاوٹ کو دور کرنے جاتے ہیں۔ بعض دفعہ نہیں بلکہ اکثر دفعہ اُردو زبان کے محاورات اور ضرب الامثال کا ذکر بشاشت کا باعث بن جاتے ہیں۔ چنانچہ جب میں یہ کتاب پڑھ رہا تھا۔ تو "لومینڈ کی کوز کام ہوا" کا محاورہ پڑھ کر بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر مناسب جگہ پر شعر بھی پیش کرجاتے ہیں جو رُوحِ انسانی کی تازگی کا ایک ذریعہ ہے۔

— مولانا کو خدائے تعالیٰ نے یہ ملکہ بھی بخشا ہوا ہے کہ وہ ان باتوں میں بھی ایک جدّت پیدا کر دیتے ہیں جنہیں پہلے بار بار دُہرایا گیا ہو۔ مثلاً محمدی بیگم اور عبداللہ آتھم والی پیشگوئی اور مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ۔ گو ان پر پہلے بھی بہت کچھ لکھا جاچکا تھا لیکن آپنے اس کتاب میں ان پیشگوئیوں پر اس طریق سے بحث کی ہے جو نہایت ہی عام فہم ہے حتّٰی کہ معمولی لکھا پڑھا آدمی بھی اسے خوب سمجھ سکتا اور اس سے مطمئن ہو سکتا ہے۔

— پھر آپکی ایک یہ بھی پسندیدہ عادت ہے کہ نئے نئے حوالجات پیش کرتے رہتے ہیں۔ اور میرا تجربہ ہے کہ آپکے حوالجات نہایت صحیح ہوتے ہیں۔ کم از کم "تفہیمات ربانیہ" جیسی ضخیم کتاب میں مجھے کوئی غلط حوالہ نہیں ملا۔ جس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ اپنی تصانیف میں کوئی حوالہ خود ملاحظہ کئے بغیر درج نہیں کرتے۔

الغرض "تفہیمات ربانیہ" ہر احمدی کیلئے ایک علمی خزانہ ہے۔ اور ہر احمدی مجاہد کیلئے ایک مضبوط ڈھال بلکہ تیز ہتھیار ہے اور ہر حق کے متلاشی کیلئے قابل قدر نعمت ہے۔ دُعا ہے کہ خدائے تعالیٰ مولانا المکرم کی عُمر، صحت، اخلاص و علم میں زیادہ سے زیادہ برکت بخشے، تاکہ وہ ہمیشہ ہمیں ایسے مفید مواد سے مستفید فرماتے رہیں۔ آمین، آمین یا ربّ العالمین۔

خاکسار محمد صادق سابق مبلغ سماٹرا"